۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۔ وصلوٰتہ علی من ارسلہ
داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۔ وعلی حفظۃ القرآن وجمعتہ الذین قاموا بخدمتہ
ونشرہ وتشییدہ ۔ اما بعد مخفی نہی کہ خاتمی سوال اول سی ایسا معلوم ہوتاہی کہ شاید مسٹر کوئی انگریزی
کہ جنسی ان دنون دو قطعی استفتی ایک تو یہ استفسار حقیقت قرآن دوسرا منطوی تخیار کیفیت متعہ نسوان پر جناب اجتہاد
مآب امام [illegible] الاعلام المتکلم برہان الحکما سلطان العلما کی خدمت سراپا مکرمت مین پیش کی کہ نفی یا اثبات
کا جیسا عبارت دونون استفتون سی واضح ہوگا لیکن بجا [illegible]
اظہار انکو علی [illegible] گا

اس عبارت افادہ [illegible]

کیا اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اس قرآن مروج کی باب مین آیا یہی قرآن منزل من اللہ ہی بلا کم و کاست
کہ جسکی وصیت کی تھی پیغمبر خدا صلعم نی اور یہی ایک ثقلین ہے اور اسیکو امیر المومنین نی جمع کیا تہا اور اپنے
خط خاص سے لکہا تہا اور اسیکو ائمہ ہدی علیہم السلام نی حفظ کیا تھا اور اسی پر صاحب الامر عمل کرینگی اور اسکو نماز مین
پڑہینگی اور اسکی احکام برحق اور واجب العمل ہین اور یہی قرآن ہی کہ جسکا قول اور فعل اسکی مخالف ہو تو باطل ہی
اور یہی ہی کہ جسمین تبدیل اور تحریف کو دخل نہین اور یہی ہی کہ جسمین کمی اور زیادتی کو راہ نہین اور یہی ہی کہ
اسکے شان مین ہے وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ
نہین یا وہ قرآن اور تہا اور یہ اور ہی اگر وہی ہی تو ویسا فرمائی اور اگر وہ قرآن اور تھا تو اوسمین کتنی آیتین تہین اور کیا
مضمون تہا اور اوسمین اور اسمین کتنا ایر پہیر ہی اور اب دنیا مین کوئی اوسکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اوسکی کسی ملک مین
ہی یا نہین اور موجود ہی تو فرمائی کہان ہی اور اگر موجود نہین تو فرمائی کہان ہی اور کہان غائب ہوگیا اور
کس سبب سے غائب ہوا اور اس قرآن مروج نی کیونکر رواج پایا اور اس قرآن مروج کی تالیف کرنیوالی حضرات شیعہ کے
اعتقاد مین مومن تہی یا منافق اگر مومن تھی تو مومن کا یہ کام نہین کہ نیا قرآن بناوی اور کہی کہ یہ قرآن منزل
من اللہ ہی اور اگر منافق تھی تو مومنونکو منافقون کے روایات پر اعتماد کرنا اور اوسکو نماز مین پڑہنا اور اوسکو دلیل
شرعی قرار دینا اور اوس سے مسئلہ نکالنا دینداری ہی یا بیدینی سائل چونکہ محض طالب حق ہی اسواسطی امیدوار ہی
کہ اس سوال کا جواب معتبر کتاب سی لکہی ... سند سوال میں
قال المجتہد القمقام بسم اللہ الرحمن الرحیم **جواب** طرف
... حقیقت حال یہ ہی کہ جو قرآن مجید کہ بالفعل مروج اور متداول ہی
خلیفہ اول میں جمع کیا گیا تھا اور وہ قرآن کہ عبداللہ
... کے حاکم مین بلوا دیا **اقول**
... کا جواب اپنی

بشورت حضرت عمر اور انتہا اوسکی حضرت عثمان پہ بشورت حضرت امیر کی قرار پائی لیکن شیخین کے عہد مین بسبب
کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور رجوع مہمات کے اگرچہ ایک مصحف مین جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب رہا اور ختنین
کی وقت ایک مصحف مین بھی جمع ہوا اور ترتیب بھی پایا اور یہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہی کہ جہلا کی بیشی کو دخل
نہین اسواسطی کہ ہر سال حضرت جبریل حامل التنزیل رمضان المبارک مین تشریف لاتی تہی اور اسی ترتیب پر حضرت کے
ہمراہ بطور مدارست تلاوت فرماتی تہی یہانتک کہ عام رحلت مین آیہ اِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ کو وہ مرتبہ لائی اور وہی ترتیب حضرت کی تعلیم سی بہت
صحابہ کو یاد تہی اوسیکی موافق جناب عثمان صاحب الحیاء والایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن مرتب ہوا اب یہ بہی آن ہی
جسمین شیعونکو بھی مجال انکار کی نہین کیونکہ فاضل طبرسی تفسیر مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق کر رہا ہی کہ
ذکر السَّيِّدُ الْأَجَلُّ الْمُرْتَضَى عَلَمُ الْهُدَى ذُو الْمَجْدِ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْمُوسَوِيُّ أَنَّ الْقُرْآنَ
كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَجْمُوعًا مُؤَلَّفًا عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ وَاسْتَدَلَّ
عَلَى ذٰلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ يُدَرَّسُ وَيُحْفَظُ جَمِيعُهُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ حَتّٰى عُيِّنَ عَلَى جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي
حِفْظِهِمْ وَأَنَّهُ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صلعم وَيُتْلٰى عَلَيْهِ وَأَنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ
وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَغَيْرِهِمَا خَتَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى [illegible] عِدَّةَ خَتَمَاتٍ وَكُلُّ ذٰلِكَ بِأَدْنٰى تَأَمُّلٍ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ
كَانَ مَجْمُوعًا [illegible]
مَنْ خَالَفَ مِنَ الْإِمَامِيَّةِ وَالْحَشْوِيَّةِ لَا يُعْتَدُّ [illegible]
[illegible] الْحَدِيثِ نَقَلُوا أَخْبَارًا ضَعِيفَةً ظَنُّوا صِحَّتَهَا لَا يُرْجَعُ
[illegible] الیقین اور جناب امام المتشیعین کو نسبت حضرت امیر کی التزام
[illegible] ماتی تہا فالحمد للہ ع خمیازہ دو کان شیشہ گر سنگست
انس ابن مالک مین کورہی کہ عثمان نی اون صحف کو
عثمان نی قرآن کو جمع کروایا تو اوس صحف کو
حکم کیا کہ سوا اس قرآن کی جو کچہ کسی صحیفے
[illegible] سی ناقص ہی اسکی پوری بیان
لی وہی [illegible] سنبہالا [illegible] چلنی نہ دی
ہو نی لگا تو حذیفہ بن الیمان

اور ایک جماعت صحابہ
مثل ابن مسعود اور ابی بن کعب
نے کئی بہت ختم رو برو حضرت
کے اور اونکا تامل سی معلوم
ہوتا ہی کہ یہ باتین دلالت
کرتی ہین کہ قرآن مرتب
پراگندہ نہ تہا اور جو لوگ
کہ جمع با بہ باختلاف
قرآن موجود ہین اختلاف کیا
اوسکا اعتبار نہین
کروہ علاوہ اون لوگونکی
جنہون نی اخبار ضعیفہ نقل کی
اور اونکو صحیح جانا ہی پس معلوم
یقینی کو چہوڑ کر اونکا قول
معتبر نہ ہوگا ۱۲

جناب عثمان کے پاس آکر فریاد اور رفغان کرنی لگی کہ یا امیر المومنین لوگون نی قرأت مین اختلاف ڈال رکہا ہی سو اس
امت کو تہام رکہئی کہ یہ اوسمین اختلاف نہ کرین یا وہ بن جیسا یہود اور نصاری نی اپنی کتاب مین اختلاف کیا
جناب عثمان نی اون صحیفون کو ام المومنین حفصہ کی پاس سی مستعار لیا اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن
اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن حارث کو فرمایا کہ ان صحیفون کو مصاحف مین لکہو اور عند الاختلاف
قریش کو مقدم رکہو کہ قرآن اونکی زبان پر اوترا پہر جب اون لوگون نی اسطرح کیا تب حضرت حفصہ کا صحیفہ
ہو گیا اور اون مصحفون مین ایک ایک مصحف ہر ایک ملکون مین بہیجا اور ماسوا کو علی اختلاف الروایتین جلا
یا پہاڑنیکا حکم دیا انتہی مرقات مین لکہا ہی کہ مراد ماسوا سی منسوخ التلاوۃ ہی سجستانی نی کہا کہ سات مصحف
لکہوائی تہی ایک ایک مکی مین یا ایک مکی مین باقی پانچ کو شام اور یمن اور بحرین اور بصری اور کوفی بہیجا شیخ عبد
افادہ فرماتی ہین کہ قرآن تین بار جمع ہوا ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کی روبرو لیکن نہ مصحف واحد مین اسکا سبب
گذر چکا اور ایک مرتبہ صدیق اکبر کی عہد مین اس اندیشی سی کہ مبادا کچہہ ضایع نہو جاوی لیکن بی ترتیب رہا اور ایک
حضرت عثمان کی عہد مین اس خوف سی کہ قرآن مین اختلاف پڑی حضرت علی مرتضی شیر خدا اکثر فرمایا کرتی کہ واللہ
کیا خوب کام کیا اگر وہ بہی یہ کام انصرام نہوتا تو مین سر انجام دیتا پس اس حدیث اور اسکی شرحون
ثابت ہوا کہ یہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان ہی اور وہ محرق القرآن نہین بلکہ محرق ماسوی القرآن
کہ جو باعث اختلاف کا تہا یہی داغ ہی دشمنون کی دلون پر کہ من بعد انکی دخل اور تصرف کو گنجایش نرہی اور مثل توراۃ
انجیل نسخی مختلف قرآن کی ہاتہہ نہ آئی کہ کچہہ داؤ چلتا ۵ بمیر تا برہی ای حسود کین رنجست ۞ کہ از مشقت او
بمرگ نتوان رست ۞ تو انم آنکہ نیازارم اندرون کسی ۞ حسود را چکنم کوز خود برنج درست ۞ **قال المجتہد**
القمقام شیخ عبد الحق دہلوی نی لکہا ہی کہ اس حدیث سی ظاہر ہوتا ہی کہ جو صحف نزدیک حفصہ کی تہی بعد
واپس کرنیکی پہر وہ بہی جلا دی گئی انتہی ملخصا **اقول بفضل العزیز العلام** شیخ کی عبارت سی یہ نہین ظاہر
کہ حفصہ معظمہ کی صحیفی کو جناب عثمان نے جلایا بلکہ مرقات مین لکہا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال
ام المومنین حفصہ کی خوف اختلاف سی جلوایا کیونکہ وہ بی ترتیب محض تہا جیسا گذرا جب قرآن جمع کردہ جناب عثمان
امام الائمہ حد صحت کو پہونچا اور سیوطی ملا صادق شارح کلینی نی بہی باعلای ندا پکار دیا کہ وَيَظْهَرُ الْقُرْآنُ
بِهَذَا التَّرْتِيبِ عِنْدَ ظُهُورِ الْإِمَامِ الثَّانِي عَشَرَ وَيَشْتَهِرُ بِهِ تو اب مروان پر بہی جگہہ تشنیع
اور بہتان کی نرہی گو اور فعل اوسکی شنیع ہوا کرین اب یہان کسیکو پہر پہیلانیکی جگہہ نرہی باقی یہ کہ

۵ یہ لہذا بڑی صحابیون مین ... اور کاتب ... مستعار مین مذکور ہی کہ [illegible] ... ثابت الناس ... اعلم بالفرایض والقرآن ۱۲ منہ

توبشنوی یا نشنوی من گفتگوی میکنم امر آخر ہی اسمین اختیار **قال المجتهد القمقام** اور یہ روایت تو مشہور ہی
کہ جبکہ ابن مسعود نی انکار دینی کا اپنی مصحف کی کیا تو عثمان نے اونکو ضرب اور تادیب کے اور اونسی بزور قرآن مجید کو لیکی
جلوا دیا اور کچھہ پاس اونکی صحابیت اور جلالت قدر کا نکیا خلاصہ یہ ہی کہ دلسوزی خلافت پناہ کی قرآن
سوزی مین طشت از بام افتادہ ہی کہ علمای اہلسنت بھی انکار اسکا نہین کرسکتے **اقول الفضل العزیز**
العلام کتب صحیحہ مین اسیقدر ہی کہ جب قرآن کی قرائتون مین اس حد کو اختلاف پڑا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ
پڑہنی لگی اور اختلاف قرأت کو بہانہ پکڑنی لگی اور بعض مصحفون مین مثل مصحف ابی ابن کعب کی قرأت شاذ وتھی اور آنمین
آیتین منسوخ التلاوۃ اور بعض الفاظ تفسیرون کی کہ جناب رسالتمآب وقت تلاوت کی بیان معانی فرماتی تہی اونمین
داخل اور اسیطرح مصحف ابن مسعود کا حال تھا کہ برخلاف اجماع اور تواتر کی دعا قنوت کو داخل قرآن جانتی تھی اور
معوذتین کو خارج جیسا اُستاد کلینی نی بھی تفسیر اہلبیت مین ابی بکر حضرمی سی روایت کی کہ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ
اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَمْحُوْ الْمُعَوِّذَتَیْنِ مِنَ الْمُصْحَفِ فَالَ کَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِرَأْیِهٖ
وَهُمَا مِنَ الْقُرْاٰنِ پس ان وجہون سی بمشورہ حذیفۃ بن الیمان اور بہت صحابیون کی کہ جناب امیر بہی اونمین شریک تہی
حضرت عثمان نی چاہا کہ ایک مصحف مین قرآن جمع ہوی تا تمام عرب اور عجم کا اختلاف اوٹھہ جاوی اسمین ابی بن کعب نے
اپنی مصحف کو بخوشی حوالی کیا لیکن ابن مسعود نی ندیا اور اون قرأت شاذہ وغیرہ کی اخراج اور معوذتین کے
اوخال پر راضی نہوی غلامان جناب عثمان سی بمرضی انکی کچھہ تشدد ہوئی کسی کا مونہہ چلا اسیکا ہاتہہ
جب جناب عثمان نی سنا بہت عذر کئی ابن مسعود اگر اس عذر واجبی کو قبول نکرین تو حضرت عثمان کے کیا خطا
یہ امور باعث طعن کے نہین ہوسکتی ایسی چیزین عالم سیاست مین کثیر الوقوع ہین خصوصًا جسوقت دین مین
رخنہ پڑنی لگی اور خلاف جمہور صحابہ کہ جسمین جناب امیر بھی شریک تہی ان کو ئی بشریت پراڑنی لگی یہان تو سیاست
دنیا کی لئی باعتراف شریف مرتضی فی تنزیہ الانبیا خود جناب امیر نی خلاف حدیث لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰہِ
کہ مروی ائمہ اطہار سی ہی لوطی کو جلوا دیا اور ابو موسی اشعری کی گہر کو لٹوا کر پہونکوا دیا طلحہ اور زبیر کی ہتک
حرمت کی اپنی بہائی حقیقی عقیل بن ابی طالب کو یہان تک تنگ کیا کہ وہ جنگ صفین سی برخاستہ خاطر ہوکر
معاویہ سی جا ملی اب حضرات شیعہ فرمائین کہ کیا یہ لوگ صحابہ نتہی انکی صحابیت اور جلالت کی رعایت کیجاسکتے
دلسوزی خلافت پناہ کی اگر قرآن سوزی سی ظاہر ہی تو جان سوزی امامت دستگاہ کی انسان سوزی مین
باہر بہی فرق ہی کہ وہان ماسوی القرآن جلا اور یہان نفس انسان البتہ انکار اسکا اہلسنت کو نہین

[حاشیہ]
لہ یعنی اُردو کی کتابین یعنی حضرت ابو ابراہیم
سہ یعنی حضرت ابن مسعود پوچھا کہ
معوذتین یعنی سورۂ قل اعوذ برب الفلق
وسورۂ قل اعوذ برب الناس
مصحف سی مٹا دیتے تھے
لہ کہتا تہا کہ رفضی ابن مسعود کا اپنی رای سی تہا اسکے اصل نہین
معوذتین البتہ قرآن مین سی ہی ۱۲ منہ
علہ یعنی عذاب مذکور کسی پر آگ کا عذاب یعنی کسیکو کسی گناہ پر آگ مین جلانا یہ کیہ عذاب خاص ہی
ربکا ہی ۱۲ منہ

سع سمن شناس ئہ دلبرا لخطا اینت ﴿ **قال المجتهد القمقام** بلکہ فخر رازی نی نہایت العقول میں لکہا ہی کہ جلادالنا
باقی مصاحف کا درحقیقت نہایت تعظیم تھی کہ مبادا کوئی پرزہ اسمیں سی زمین پر گر پڑی تو باعث اہانت اور سبکی کا
ہوگا سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرنا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ جلال الدین سیوطی نی
کتاب اتقان میں قاضی حسین سی نقل کی ہی کہ اوسنی کہا کہ جلانا قرآن کا خلاف احترام ہی اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو
وہ اہانت اور استخفاف ہی انتہی **اقول بفضل العزیز العلام** جس مصحف میں نفع متصور نہو اوسکی اضاعت
مین علما کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جلادینا چاہیی اور بعضونکی نزدیک بہو ڈالنا چاہیی لیکن محققین تفصیل کرتی ہین
کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہی جیسی قرآن صحیح الآن اسکا جلانا بہتر نہین کیونکہ اسمین گو نہ اہانت ہی بلکہ
دہوکر اوسکی غسالی کو کسی مکان طاہر میں ڈالدین یا پی لین کہ یہ ہر مرض کی دوا ہی اور ہر درد کی شفا اور جو قرآن من حیث
انہ قرآن نہین جیسی مصاحف محرفہ جناب عثمان اسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفون کی بچ جانیکا ہی بلکہ اوسکو
جلا ڈالنا چاہیی تا اثر اختلاف کا مطلقا باقی نرہی جیسا جناب عثمان نی کیا پس قول رازی کا ناظر ہی اس معنی کی طرف
اور قول قاضی کا ناظر ہی اوس معنی کی طرف اس تقدیر پر تعارض بین القولین اوٹھگیا اور رازی سی قاضی ازہی ہوا ب حقیقت
مین جلانا ایسی قرآن کا جسنی اختلاف اور تکفیر فیما بینہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہوا اگر یہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو کوئی
صحابی جلانی ندیتا جناب عثمان نی جیسی بمشورہ پچاس ہزار صحابیون کی کہ بہتر ہین اون مین جناب امیر المومنین تہی
قرآن صحیح کو جمع کیا ویسا ہی مصحف ابدید انہین لوگون کی جلوا اس صورت مین اگر جناب عثمان مورد طعن ہوسکتی ہین
تو جناب امیر اور دوسری اصحاب بھی اسمین شریک ہین اور یہ جو فرمایا کہ سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرنا
اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا یہ بات شان اجتہاد اور شایان داوسی نہایت دور ہی کیونکہ اس سی ثابت ہوا کہ گرنا
اوسکا زمین پر اور لگدکوب ہونا ایکی استنباط مین باعث تحقیر کا نہین حالانکہ جلانا اور پیرکی نیچی لانا صورت تحقیر مین
دونو برابر ہی کوئی ان مین مابہ الامتیاز نہین اور سلمنا کہ جلانا باعث تحقیر اور اہانت کا ہی لیکن اور کی تہیلی پر ہنسنا
اور اپنا منہ دیکہنا صاف انصاف کی گلی پہ چہوری چلانا ہی کلینی بروایت زید بن جہم ہلالی امام جعفر صادق
علیہ السلام سی لکہا ہی کہ اِنَّهُ قَالَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ
دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أَئِمَّةٌ هِيَ أَزْكَى مِنْ أَئِمَّتِكُمْ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَئِمَّةٌ قَالَ إِي وَاللّٰهِ
قُلْتُ إِنَّمَا نَقْرَأُ أَرْبَى قَالَ وَمَا أَرْبَى وَأَوْمَى بِيَدِهِ فَطَرَحَهَا اِهَانَةً فرمائی کہ قرآن صحیح کہ باعتراف
ملا زمان کی قابل التعظیم و واجب العمل ہی اسکا زمین پر دی مارنا اور اہانت سی اوٹھا پہینکنا اہانت ہی یا ناہوا

القرآن کا جلانا اور علاوہ اسکی عظمت قرآن کی تو یہ ہی کہ اسکو ناپاک لوگون سی دور رکھی اور رقاصہ و زنات کی جگہ پر نہ بیٹہی
اور اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت اور مرنیکی بعد سبب مغفرت کا سمجہی سو یہ شیعون کو کہان نصیب صاحب استبصار
فرمارہی ہین کہ کان یا مرنا ان نتلوا الحایض والجنب القرآن اور من لا یحضرہ الفقیہ مین پڑہنا قرآن کا جائی ضرور مین
بقدر آیۃ الکرسی کے جایز رکہا او رعوام بلکہ اکثر خواص شیعون نے موت و حیات مین قرآن کی بدلی ضمیر اور دبیر کی مرثیہ پر اکتفا کیا
اب کہین موسنہ سی بوچہی کہ تعظیم کون کر رہا ہی اور تحقیر کون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۞ نازم
کہ از رقیبان دامن کشان گذشتم ﷺ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ۔ **قال المجتہد القمقام** اب ہم پوچہتی ہین کیا
اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اسمقدمہ مین کہ جو مصاحف عہد ابو بکر اور عمر مین لکہی گئی تہی اور وہ قرآن جو ابن مسعود وغیرہ
اصحاب نے جمع کئی تہی اور عثمان نے اون سبکو جلادیا منزل من اللہ تہی یا نہ تہی اگر کہو کہ منزل من اللہ اور واجب العمل تہی تو پہر
کیون جلا ڈالی گئی اور اونمین کتنی آیتین تہین اور اونمین کیا مذکور رہتا اور اون مصاحف محرقہ مین اور اس قرآن مروج مین کتنا
اور پہیر تہا اسکا بتانا تمکو لازم ہی جسکو کیا پوچہتی ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ تم تو جلاؤ اور ہمسی پوچہو کہ کیا اور پہیر تہا اگر کہو
کہ ایسا اختلاف تہا کہ جیسا اختلاف قراتون مین قرا سبعہ یا عشرہ کی ہی تو یہ نہین ہوسکتا سو اسلئی کہ ایسا اختلاف تو اب بہی موجود ہی پہر
اسکو کیون جلادیا اور اوسکو جلایا اسی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اختلاف بہت تہا اور بڑا اور پہیر تہا پہر بتاؤ کہ وہ قرآن کہان گئی
اور دنیا مین کوئی اونکا حافظ ہی یا نہین اور کوئی نقل اونکی کسی ملک مین موجود ہی یا نہین اگر موجود ہی تو فرمائی کہان ہی اور
اگر موجود نہین ہی تو آیۃ انا لہ لحافظون کسطرح صادق ہوگا و لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
بنا بر مزعوم اہلسنت کیونکر صحیح ہوگا **اقول الفضل العزیز العلام** جب حقیقت حال قرآن کی کہل گئی اور بنا مغالطہ
کی ہل گئی تو مستفتی کی ساری سوال آپ ہی آپ کٹ گئی اور آپکی ساری جواب جاتی رہی بیان اسکا یہ ہی کہ مصاحف محرقہ اگرچہ منزل
من اللہ تہی لیکن بسبب بی ترتیبی اور انتشار اور خلط قراءت شاذہ اور آیات منسوخہ اور بعض الفاظ تفاسیر کی علی الخصوص
بجہت داخل ہونی دعاء قنوت اور خارج ہونی معوذتین کے کہ اس خروج کا شیعہ بہی انکار نہین کرتی تمام اور کمال واجب العمل نہ تہی
اسی سبب سی جلائی گئی کہ ہیو قصار سی طرح اختلاف نہ پڑی اور اونمین آیات متفقہ علیہا اتنی ہی تہی جتنی اب ہین اور مذکور اونمین بہی وہا
جو اب ہی اور مصاحف محرقہ اور مروجہ مین سوائی اون باتون کے جنکا باتفاق فریقین ذکر ہو چکا کچہہ اور پہیر نہین اختلاف بہت
کم تہا اور یہ پہیر کالعدم لم یکن ہونا مرتب تہا یہ مرتب ہی بموجب کریمہ انا لہ لحافظون کے دنیا مین اوسکی ہزارہا حافظ موجود
اور موافق آیہ لا یاتیہ الباطل کی ہر ملکون کیا ہر قریون مین تقلیدون اسکی مشہور تلاوت سی گریہ ون پیر و جوان شاد
لاکہون ابجد خوانون کو جا بجا سی زبانی یاد ۞ چشم سر ہی تو دیکہلو صاحب ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہی

قرآن مجید صحیفۂ علی یا مصحف فاطمہ نہیں کہ خلاف لطف و اصلح غار سُرّ من رای مین مستور رہی اور نہ تہذیب طوسی یا کافی کلینی ہی کہ بر عکس ہدایت
و ارشاد صندوق تقیہ مین مہجور رہی کہ مبادا کوئی نورانی دیکھکر دو ایک اعتراضین جڑ دی پہر اوسکی تہیا چہرا نا مشکل پڑی
خاصہ قرآن پاک کا ہی کہ کسی منافق ناپاک کو یاد نہیں ہوتا ہی باعث نقصان کی وسیلہ اپنی عیب پوشی کا ٹہراتی ہین ع جمال شاہد
قرآن نقاب آنگاہ بکشاید کہ دار الملک ایمان را بیابد خالی از غوغا **قال المجتہد القمقام** اور اگر کہو کہ مصاحف
مجرقہ ہرگز منزل من اللہ نتہی اور یہی قرآن مروج منزل من اللہ ہی تو عہد شیخین مین اور اوائل عہد عثمان مین کونسا
قرآن تہا اور کسپر عمل کیا جاتا تہا اور تراویحون مین کیا پڑہا جاتا تہا اور تالیف کرنی والی ون مصاحف کی بعقاید
حضرات سنیہ مومن تہی یا منافق اگر مومن تہی تو مومن کا کام نہین کہ کوئی نیا قرآن بنا لیوی اور کہی کہ یہ منزل
من اللہ ہی اور اگر وہ اصحاب کہ جنہون نی پہلی قرآن جمع کیا تہا وہ منافق تہی اور اونکا جمع کیا ہوا غلط تہا تو مقام
تعجب ہی کہ شیخین نی اپنی وقت مین اون منافقون سی لیکی نہ جلوایا اور اوسکو مقبول رکہا اور احکام شرع کی اوسی نکالی
اور نمازون مین اوسی پڑہا اور وہ لوگ بہی تو اصحاب تہی پہر حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ
تمکو یاد ہی یا بالکل فراموش ہو گئی **اقول بفضل العزیز العلام** عہد شیخین اور اوائل جناب عثمان مین اوس
قرآن محرف کی پڑہنی کی کیا حاجت تہی ہزارون کو قرآن اسی ترتیب سی یاد تہی جو اب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی
دورہ کیا تہا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویحون مین پڑہا جاتا تہا اور جمع کرنی والی ون صحفون کی بیشک
مومن تہی اگر کسیکو کچہہ شبہہ قراءت شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عند الاجماع وہ ہرگز اپنی شبہی پر نہ اڑا کیونکہ مومن کا یہ کام
نہین کہ نیا قرآن بناوی اور شیخین نی جو اپنی عہد مین جمع کروایا بسبب محاربات کفار اور رفع خصوم اور مشاغل بسیار کی
فرصت ترتیب کی نہ ملی اس باعث نامرتب جمع رہا اور احکام شرع کی نکالنی اور نمازون مین پڑہنی کچہہ اوسپر موقوف نتہی
بلکہ ہزارون کو یاد تہا اسی بموجب نمازون مین پڑہی جاتی تہی اور احکام شرعی نکالتی تہی ہمکو بیشک حدیث اصحابی کالنجوم
یاد ہی جیسا اونہون نی کیا اور کہا ہم اونکی اقتدا کرتی ہین تمکو البتہ یہ حدیث فراموش ہی کہ انکی اقتدا سی ورتہو اور سوا
دو چار صحابیون کی سب سی نفرت ع اینہا ز تو آید وچنین ہا تو کنی **قال المجتہد القمقام** اور فرمائی کہ جناب
رسالت مآب علیہ نی چوابی امت کو وصیت کی تہی کہ مین تم مین چہوڑتا ہون کتاب اللہ اور اہلبیت اپنی کہ یہ دو نو جدا نہو
تا وقتیکہ وارد ہون میری پاس حوض کوثر پر مراد اوس سی کونسا کلام اللہ تہا اگر یہی قرآن مروج تہا تو یہ عہد عثمان مین
مروج ہوا اوسوقت کہان تہا اور وہ قرآن جو جدا ہو گئی وہ تو منزل من اللہ نتہی تو پہر اہلبیت اور قرآن مین
عہد عثمان تک جدائی لازم آتی ہی شاید اس حدیث وصیت مین اتنا فقرہ رہ گیا کہ عہد عثمان سی انہین ...

جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ اس فقرہ شریفہ کی کہ مین چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کو کسطرح
کروگی **اقول بفضل العزیز العلام** سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجہی اگر اسکی یہی معنی ہین تو نسبت بمذہب شیعہ
انقلاب عظیم پیدا ہوگا کیونکہ باعتراف علماء اور بنابر تصریح صاحب حق الیقین کے ثابت ہی کہ قرآن کامل کہ جسکو جناب
امیر نے جمع کیا تہا امام غایب کے پاس غایب ہی جب ظہور فرماوینگے تو یہہ بھی نکلیگا اس صورت مین جبتک جناب امیر نی
جمع نکیا تہا اور جبکہ جمع کرکر غایب کر دیا تو اس بابین مین اور بعد غایب کر دینی کی گیارہوین امام تک بہی جدائی لازم آئی
کیونکہ ائمہ ہدی تو اسی قرآن کو پڑہتی پڑہاتی لکہتی لکہاتی آئی ہرگز قرآن مفقود کا انکی پاس اثر بہی موجود نتہا تا بحدیکہ بنابر
مزعوم شیعہ حضرت امام حسن عسکری کی تفسیر اسی قرآن موجود پر ہی اب کسنی اپنی پانو پر تیشہ مارا اور کسنی ثقلین مین تفرقہ ڈالا
شاید یہین یہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غایب سے ہمین جدائی نہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ عبارت شریفہ کی کہ مین
چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کسطرح ممکن ہوگی اسو اسطی کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت اگر مسلم ہو تو بیچ کی اہلبیت و قوت
کہان ہونگی فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَلْبَابِ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ اس جگہہ خاطر دریا مقاطر موج زن ہی کہ اسی لیپٹ مین
دو چار باتین متعلق حدیث ثقلین کے لکہون اور معنی لَنْ يَتَفَرَّقَا کی بخوبی بیان کرون مگر طوالت کلام اور رعایت مقام
رخصت نہین دیتی اسلئی اتنی ہی پر کفایت کی سمجہہ والی کو ایک سطر کافی ہی اور ناسمجہہ کو دفتر بہی نہین کافی وَاللّٰهُ يَهْدِي
مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ **قال المجتهد المقام** اور ابن عبد البر مالکی نی کتاب استیعاب مین محمد بن سیرین سے
روایت کی ہی کہ جب لوگون نے ابو بکر سی بیعت کی تو حضرت امیر نی بیعت مین تاخیر کی اور اپنی گہر مین بیٹہہ رہی ابو بکر نی
کہلا بہیجا کہ کیون دیر کی تمنی میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنی میری امارت اور خلافت سی پس فرمایا حضرت نی
کہ کراہت تو نہین کے مینی لیکن قسم کہائی ہی مینی کہ نہ اوڑہونگا اپنی ردا کو سوای وقت نماز کی جبتک کہ جمع نکرلون
قرآن کو کہا ابن سیرین نی کہ روایت پہونچی مجکو کہ اون حضرت نی جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا تہا
اور اگر ہاتہہ آتا وہ قرآن تو البتہ اوسی علم کثیر حاصل ہوتا اور اوسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کی
سند سی اوسی کتاب مین مذکور ہی **اقول بفضل العزیز العلام** ملا علی قاری نی مرقات مین لکہا ہی یہ خبر
ضعیف ہی اسواسطی کہ بسند حسن ثابت ہی کہ جناب امیر فرماتی ہین اَعْظَمُ النَّاسِ فِي الْمَصَاحِفِ اَجْرًا اَبُوْ بَكْرٍ
رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ هُوَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللّٰهِ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض
ہوگی معارضی مین شرط ہی کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پہر اوسی کتاب مذکور مین ہے کہ برتقدیر
صحت مراد جمع سی حفظ کرنا سہ ہی یا جمع بالانفراد ولیکن جمع ابو بکر کا اجماعی ہی کہ احتمال زیادتی اور نقصان

له یعنی قرآن شریف کی تعیین مین ابوبکر کو بڑا اجر ہی [illegible] ابوبکر پہلا اول قرآن کا جمع کرنے والا ہی

متشددین کا نہین کہتا اور اسی جہت سی جناب امیر نی حضرت ابوبکر کی جمع کو پسند اور بکلمہ دعا مسی خو یر سعد کیا قال
المجتہد القمقام اب ہم پوچھتی ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اس
علم کثیر کا عالم ہی یا نہین ہی اور اگر ہی تو کہان ہی اور کس ملک اور کس شہر مین ہی اور جتنی سوال کہ قمی ہمسی کئی
تھی سبھی کئی جاتی ہین اوسکا جواب تمہارا ہم ہی اقول بفضل العزیز العلام یہ سوال فرع ہی صحت
روایت ابن سیرین کا حالانکہ جیسی وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس سوال کی گنجایش نہی بلکہ بنا بر زعم ملا
والا کی مستفتی کا سوال اور چلا پاگیا کہ وہ پوچھیگا کہ یہ قرآن حاضر اور قرآن غایب کا عین ہی یا غیر اگر عین
تو پہر ناقص جمع نکیا جاوے اور امام جعفر صادق نی کیون اسکو زمین پر پہینک مارا اور جدائی اسمین اہل
اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر غیر ہی تو کیون نمازون مین پڑہتی ہو اور اسپر عمل کرتی ہو اور اس قرآن کو
کیون نہین ڈہونڈہتی اور اتفیہ نی کیون اوسکو ظاہر نکیا اور ان ثانی کہا قرآن پڑہنی پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنی
اور چہپانیکو اس صورت مین چہپانا اور جلانا دو تو برابر ہی ہمپر جو سوال وارد تہی لفظ بلفظ ہمسی دفع گئی
جو جایدہی مع سوال ان مستفتی کی حرف بحرف دفع کیجئی نہی تقیہ کی نہ کیجئی ہر شقون کی جواب سمجہہ کر لکہنا
تہکا نیکی اتنی دیر کا مضایقہ نہین کہ عقلائی کہا ہی سے مرزن نی تامل بگفتار دم ٭ نکو گوی گر دیرگوی چہ غم
بعد کا شعر کسی اور سی پڑہائیگا قال المجتہد القمقام اور تحقیق یہ ہی کہ یہ قرآن جمع اور جتنی قرآن کہ معرفات
ہم سبکو منزل من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتی ہین اور اہانت اور استخفاف او سکا گناہ کبیرہ ہی اور
اوسکا باعث احتراق بنار جحیم ہی اقول بفضل العزیز العلام نام خدا اتنی عرصی کی بعد اتنا فقرہ جو زبان
مبارک سی نکلا تو وہ بھی بنائی شیعیت کو برہم کر رہا ہی قرآن کو پایخانی مین پڑہنا اور جنب اور حایض کو حکم تلاوت
دینا کیا خوب تعظیم ہی ع برزعم نہند نام زنگی کافور ٭ ابہی گذر چکا کہ حضرت امام جعفر صادق نی ای قرآن مرتب
اہانت کی راہ سی زمین پر پہینک مارا اور خواجہ طوسی نی سنیون کا مدرسہ جلوایا کہ خالی قرآن متعددہ سی نہ تہا
اور وہ کی معرکہ مین خدام والا نی جو عظمت قرآن کی کی اور وہ باعث برہمی ریاست مغفوریہ ہوئی کالشمس فی
رابعۃ النہار ہی اگر یہ باتین موجب اہانت اور استخفاف کی ہین تو آپکی مذہب کا گناہ کبیرہ ہی اور نار جحیم کا حصہ ہی
یہ باتین اہانت و استخفاف کی نہین تو قرآن غیر مرتب ابو بکر کو بنظر رفع فساد کی جلانا اور یہود و نصاری کی
اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت اور استخفاف کا نام نہ کیا مقام الزام نہی ہی ۱۵ ابتک تو یہی غرض سخن ہو گا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ قال المجتہد القمقام اور بتا بیہودا یات سبعۃ احرف کی جو اختلافات

تہی وہ ازجملہ ساتون حرفون کی تہی کہ قرآن مجید اونپر نازل ہوا تہا چنانچہ مشکوۃ مین لکہا ہی کہ خلیفہ ثانی نی خود فرمایا ہے
کہ سنا مینی ہشام بن حکیم بن حزام سی کہ پڑہتا تہا سورۂ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ جو مین پڑہتا تہا اور جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نی مجکو پڑہایا تہا پس قریب تہا کہ مین اوسی اوسیوقت بہڑجاؤن لیکن مینی اوسکو چہوڑ دیا یہان تک
کہ قرأت کو تمام کیا پہر تو مینی ردا اوسکی گلی مین ڈالکی کہینچتا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالت پناہ کی پاس لیگیا اور کہا
کہ سنا مینی اسکو کہ پڑہتا ہی سورۂ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ مجکو آپنی تعلیم کیا ہی فرمایا اون حضرت صلعم نی مجہسی کہ
چہوڑ دی اسکو بعد ازان ہشام سی فرمایا کہ پڑہ تو کسطرح سی پڑہتا ہی اوسنی پڑہا اوسی طور سی کہ پہلی مینی اوسنی
سنا تہا اونحضرت صلعم نی فرمایا کہ اسی طور سی یہ سورہ نازل کیا گیا ہی پہر مجہسی فرمایا کہ تو بہی پڑہ مینی بہی پڑہا
فرمایا کہ اسیطرح سی نازل کیا گیا ہی مین اوسوقت حیران ہوا کہ دونو کو فرمایا کہ اسیطرح سی نازل ہوا پہر حضرت نی فرمایا
کہ یہ قرآن نازل کیا گیا ہی سات حرفون پر پس پڑہو جسطرح سی کہ میسر ہو **اقول بفضل العزیز العلام** سبعہ
احرف کی تفسیر مین علما کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین کہ سات لغت مراد ہی کہ وہ قریش اور طی اور ہوازن اور ہذیل اور
یمن اور ثقیف اور بنی تمیم ہی لیکن قریش نسبت اور زبانون کی بہت فصیح ہی اسیواسطی اول قرآن اسی زبان پر
نازل ہوا پہر توسع کی لئی چند دن تک اور زبانون مین بہی اجازت رہی اور بعضی کہتی ہین کہ مراد اوسی
سات قرأت مشہورہ ہی کہ سب متواتر ہین اور اون سبہون پر حکم قرآن کا ثابت کہ اونپر صحت نماز اور حرمت
مس جنب اور حائض وغیرہ مترتب ہی اور بعضی کچہہ اور بہی مراد لیتی ہین لیکن انحصار صحت کا انہین دونون مین ہے
اور یہ اختلاف لغت سبعہ کا انہین قرأت سبعہ کی طرف رجوع کرتا ہی جسکی تفصیل مشکوۃ مین بروایت
ابن شہاب کی موجود ہی کہ اوسنی کہا بَلَغَنِي اَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ اِنَّمَا هِيَ فِي الْاَمْرِ تَكُوْنُ
وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق اسکی تحت مین افادہ فرماتی ہین
کہ یعنی مرجع ہر ایک کا طرف ایک معنی کی ہی اگرچہ لفظ مین اختلاف ہو اسواسطی کہ لغات سبعہ اور اسیطرح قرأت
سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا اور اگر اختلاف ہو اسطرح پر کہ مثبت منفی ہو جاوی اور حلال حرام یا بالعکس
تو یہ قرآن مین درست نہین کہ یہ موجب اختلاف کثیر کو ہی حالانکہ خداوند پاک فرماتا ہی وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ
غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اور ہرگاہ یہ قرآن من عند اللہ ہی تو اختلاف کثیر کو اسمین
راہ نہین اب تقریب بلا رتہین والا کی ناتمام رہی اور دامن جناب عثمان کا بہتان نقصان سی پاک ہوا
ع تو پاک باش برادر مدار از کس باک ٭ زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ ٭ من بعد اگر کچہہ

لہ یعنی حق تعالی فرماتا ہی کہ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنی کیا غور نہین کرتی قرآن مین اور اگر ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتی اوسمین بہت تفاوت ۱۲ منہ

شبہہ ہی تو مجمع البیان کے عبارت ملاحظہ کیجیے کہ وہ کسکی تائید کرتا ہی ہی **قال المجتہد المقام** اور مخفی نرہی کہ یہ بیان
غیر قراتون قرای سبعہ کی بھی کہ وہ حروف باقی نرہی اور یہ باقی ہین مانند قرأت ابی بن کعب کے اور ابن عباس کے کہ آیۂ
متعہ کو اسطرح پڑہا ہی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً چنانچہ تفسیر کبیر مین
مذکور ہی اور ابن اثیر جزری نی بھی اقرار اسکا کیا ہی کہ سبعہ احرف سوای قرات سبعہ کی ہین **اقول بفضل العزیز
العلام** جو لوگ قائل ہین کہ سبعہ احرف غیر قرأت سبعہ ہی مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات منتناقضہ
کیونکہ تقدیر اول پر عدم اتمام کلمۃ اللہ لازم آتا ہی اور یہ بدلیل کریمہ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا جائز نہین اور
بر تقدیر ثانی تبدیل مثبت بمنفی اور منفی بمثبت یا استحالہ حلال بحرام اور حرام بحلال ناگزیر ہی اور یہ موجب اختلاف کثیر ہی
کہ قطع نظر اہلسنت شیعہ بھی اسکو روا نہین کہتی چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہج تحت کریمہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی لکہتا ہی ہیچکس نیست کہ تبدیل دہندہ باشد مر اخبار و احکام اورا چنانچہ تبدیل داوند توریت را زیراکہ
حق تعالی محافظت قرآن فرمودہ است پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سی وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہو چکا اب انکا
باقی نرہنا ممنوع ہی کیونکہ مرجع کل لغات کا واحد ہی جیسی مرجع ہر قرأت کا واحد بلکہ یہ لغات سبعہ ضمن میں انہین قرآات
سبعہ کی ہین چنانچہ بعضی شراح مشکوۃ نی جابجا تصریح کی ہی اب لغات اور قرآات متواترہ یہی ہین جو لسن قرآن مین
موجود ہین اور جو انکی سوا ہی وہ شاذ ہی یا منسوخ خصوصًا وہ قرآات کہ جنمین اختلاف کثیر اور حلت حرمت کا
تفاوت ہو تو وہ مردود ہی جیسی قرأت الی اجل مسمی بعد فما استمتعتم بہ منہن کی کہ شیعہ اسی اباحت متعہ کے
نکالتی ہین حالانکہ بوجوہ ثلاثہ مکذب اس قرأت کی ہین پہر متعہ کو کیا کہی بیان اوسکا یہ ہی کہ حق تعالی نی پہلے
اون عورتون کا مذکور فرمایا جنسی نکاح حرام ہی اسطرح پر کہ وَحُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ تا وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ
النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ بعد اسکی اون عورتون کا ذکر چہیڑا جنسی نکاح حلال ہی
اسطرح پر کہ وَاُحِلَّ لَكُمْ الآیہ مگر کئی قیدون سی ایک اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ یعنی مال سے بیاہ قبول کرو مہر اور
نفقی مین دوسری مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ یعنی قید مین لانیکی طرح ہو مستی نکالنی کو نہو یہانتک
کہ ہمیشہ وہ عورت اس مرد کی ہو جاوی اسکی چہوڑی بغیر نچہوٹی یعنی مدت کا ذکر نہ آوی کہ مہینی تک
یا برس تک اور تیسری قید سورۂ مائدہ مین ہی اور یہان بھی لونڈیون کی نکاح مین کہ چہپی یاری نہو
لوگ شاہد ہیون کبہی کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت اور مجموع ان شرطون کا غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ مین
مفقود ہی کیونکہ تحلیل الفروج اور اعارۃ الفروج تو سودای منعت ہین یا حلوا اور بیسہ دوا

متعہ مین اصفہان نہین متوعہ کا یہی معمول ہی کہ ہر ماہ باری باری اور ہر سال در کناری رہا کرتی ہی بلکہ اگر اسکی سیاق مین
غور کیا جاوی تو صاف متعہ حرام ٹہرتا ہی اسواسطیکہ اگر وہ مباح رہتا تو لونڈیون کی نکاح کو بعد نکاح حرہ کی
بلفظ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا با این تشدد اور تقید اور التزام قیود کیون ارشاد فرماتی اور معہذا کریمہ اِلَّا
عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ
کہ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہی ایک بی بی سی ایک لونڈی سی اور جو سوا ان دو قسمون کی ہی اوسکو سبب
نافرمانی کا فرمایا حرمت متعی پر اوّل دلیل ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ متوعہ ان دونو قسمونسی باہر ہی نہ زوجہ ہو سکتی
نہ ملک یمین اسواسطی کہ لوازم زوجیت کی مثل طلاق اور ایلا و غیرہما متوعہ مین یکقلم نہین جیسا مفصل آئیگا
حالانکہ یہ مقررات فن سی ہی کہ الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ اسیواسطی امام رازی نی بطریق تنزل کی فرمایا کہ
وَهٰذِهِ الْقِرَاءَةُ عَلٰى تَقْدِيْرِ ثُبُوْتِهَا لَا تَدُلُّ اِلَّا عَلٰى اَنَّ الْمُتْعَةَ كَانَتْ مَشْرُوْعَةً وَنَحْنُ لَا نُنَازِعُ فِيْهِ اِنَّمَا الَّذِيْ
نَقُوْلُهٗ اِنَّ النَّسْخَ طَرَءَ عَلَيْهِ اور اسکو ملا زمان و الاکی اپنی بچاو کی واسطی مطلقا بی قید تفسیر کبیر پر حوالہ کیا اور غلط
اس فقرہ کو قرآن مین پڑہا ۵ گر تو قرآن بدین نمط خوانی + ببری رونق مسلمانی + پس معلوم ہوا کہ یہ متعہ حرام
اور یہ قرارت الی اجل مسمّی کی غلط ہرگز ابن عباس وغیرہ سی ثابت نہین شہوت پرستون نی اپنی لذات نفسانی کی واسطے
بنائی ہی اور خلاف سیاق اور سیاق قرآن کی اونسکو دلیل متعی کی ٹہرائی ہی قال المجتہد القمقام الکریم کہو کہ
قرارت الی اجل مسمی کی قرارت شاذہ ہی اسکا اعتبار نہین تو ہم کہینگے کہ یہ قرارت شاذہ نہین ہی بلکہ تمنی اسکو شاذہ
بنا دیا ہی اسلئی کہ بہت قرآن کو جلا ڈالا اور ایک ہی کو باقی رکہا پہر جو قرارت اوسکی سوا ہوگی وہ تو شاذ کہی جاویگی
اگر وہ سب قرآن موجود ہوتی تو کاہیکو شاذ ہوتی اور یہ قرارت تو تفاسیر اہلبیت سی ثابت ہی اور موافق حدیث
ثقلین کے جدائی قرآن کی اونسی محال ہی اقول بفضل العزیز العلام صد حیف کہ ارباب کوسل کو نظر اپنی
کتب پر اور خیال اپنی بات کا بہی نہین رہتا اتنا نہین سمجہتی کہ اگر یہ قرارت شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی
لازم آتی ہی اور یہ بنا بر زعم ملا زمان و الاکی محال ہی شاید اسیواسطی ملا فتح اللہ نی تفسیر منہج الصادقین مین تحت کریمہ
فما استمتعتم بہ کی شاذ ہونیکا انکار نکیا بلکہ یون لمعہ سی نقل کر رہا ہی کہ گفتہ است و در قرارت شاذہ نقل از عبد اللہ
ابن عباس و عبد اللہ ابن مسعود و ابی ابن کعب و غیر ایشان چنین روایت است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی اور معہذا
بتصریح صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کی ٹہر چکا ہی کہ یہ قرآن موجود بلا شبہہ وہی قرآن ہی
جو حضرت کی وقت مین تہا اور امام مہدی کی عہد مین ہوگا پہر اوسمین کہان یہ فقرہ الی اجل

۵ یعنی جو کوئی تم مین مقدور نرکہی [illegible] مسلمان بیبیان نکاح مین لاوی تو [illegible] تمہاری لونڈیان مسلمان [illegible] ۱۲ منہ

اونکو اونکی حق موافق دستور کی قید مین آئیان رہی نکالتیان اور نہ یاری کرتیان پہلا ۱۲ منہ ۵ یعنی جو اپنی شہوت کی جگہ تہامتی ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنی ہاتھ کی مال پر سو اونپر نہین اولاہنا پہر جو کوئی ڈہونڈہی اسکی سوا وہی ہین حد سی بڑہنی والی ۱۲ منہ ۳ یعنی یہ قرارت الی اجل مسمی کی اول ثابت نہین اور بر تقدیر ثبوت دلالت نہین کرتی مگر اسپر کہ پہلی متعہ مشروع تہا اور اوسمین ہمکو نزاع نہین ہم جو کہتی ہین وہ یہ بات ہی کہ بعد اوسکی نسخ اوسکا ہوا ۱۲ منہ

مشہور کا تھا کہ جلانیکی سبب سے شاذ ہو گیا اسکو شاذ نہ کہنی کی کیا معنی باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قرآن موجود ہی اور
جو خبر اسکی ظاہر کی مخالف ہی شاذ اور متروک ہی صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج
اور حماد ابن عثمان اور منصور ابن حازم کی جو ابی عبد اللہ علیہ السلام سی مروی ہی بکار نی کہہ رہا ہی ھٰذَا الخَبَرَان
قَدْ وَرَدَا شَاذَّیْنِ مُخَالِفَیْنِ بِظَاهِرِ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَکُلُّ مَا وَرَدَ هٰذَا الْمَوْرِدَ فَإِنَّهُ لَا یَجُوزُ
الْعَمَلُ عَلَیْهِ چنانچہ بنا بر اسی تحقیق کی والد ماجد جناب نے اپنی کتاب صوارم مین مشایخ وغیرہ کی طرف سی بنا جمع اسکی
رکھی ہی اب فرمائی کہ یہ قراءت شاذ اور متروک العمل ٹھری یا نہین اگر نہین تو ملا فتح اللہ اور صاحب مجمع البیان اور
ملا صادق کو جواب دیجئی اور اگر ہی تو کتاب صوارم کی سیر کیجئی کہ حکم شاذ کا معلوم ہو مخالفت یا پکی نی شرعی ہی اور
انکار اوسکا ہٹ دھرمی ہے کچھ بھی توجہ نین سوچیئ انصاف کیجئی زنگ کجی سی شیشہ دل صاف کیجئی اور حق
تو یہ ہی کہ اسکو حضرت امیر ہی نی شاذ بنایا کہ چھپا رکھا اگر ظاہر کرتی تو کاہیکو یہ شاذہ کہلاتی یہ کشتی خضر ہی کہ ڈبائی ہی
قال المجتہد القمقام خلاصہ مطلب یہ ہی کہ یہ قرآن مروج بلاشبہہ منزل من اللہ اور واجب العمل ہے **اقول الفضل
العزیز العلام** بی شبہہ یہ بات حق ہی اور انکار اسکا کفر اور ضلال مگر ملا زمان والاسی سہواً یا عمداً بطور تقیہ
یا اجتہاد جدید کی یہ کلام یہان سرزد ہوا اور نہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین کہ تصنیف خاص حضور ہی اسکی خلاف ارشاد
ہو رہا ہی کہ چون این نظم قرآنی نظم عثمانیست بر شیعیان احتجاج بآن نشاید ظاہر اتو یہ بات اختلاط سی خالی نہین **قال
المجتہد القمقام** مگر یہ جو پوچھتی ہو کہ کچھ کم و کاست اسمین ہوا یا نہین سور و آیات اور احادیث شیعہ اور سنی
قرآن کا نقصان فی الجملہ ثابت ہوتا ہی لیکن نہ ایسا نقصان کہ مانع و منافی عمل کا اس قرآن موجود پر ہو اسی لئی حضرات
اہلبیت علیہم السلام کا ہی عمل اسی قرآن مروج پر تہا اور حکم عمل کرنیکا اسپر ہمکو بہی ہی ہان بعض قدمای علمائے
ہماری بالمرة انکار نقصان قرآن کا ہی کیا ہی مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچھ اسمین نہین ہوا ہی مشکل ہی لیکن
زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوئی ہی **اقول الفضل العزیز العلام** حال روایات معتبرہ اور احادیث
صحیحہ اہلسنت کا مفصل معلوم ہو چکا کہ شائبہ نقصان قرآن کا انکی کتب سی ثابت نہین نہ صراحةً نہ اشارةً
اب اسکو بزور اپنی سر باندہنا گویا اس پر دیکہیں اپنا عیب چھپاتا ہی کیا یہ بھی اجتہاد مین داخل ہے
کہ جو چیز ثابت نہو خواہی نخواہی اوسکو ناحق ثابت کیجئی غیر کی مذہب مین اجتہاد جناب کا کب
معتبر ہی آپ اپنی نقصان پر رہیی محققین امامیہ کہ یون فرماتی ہین اونکو جو چاہیی سو کہئی شیخ ابو جعفر
کتاب الاعتقادات مین لکھتی ہین وَمَنْ یَنْسِبُ إِلَیْنَا أَنَّا نَقُولُ إِنَّهُ أَکْثَرُ مِنْ ذٰلِکَ

حاشیہ: ۵ یعنی دونو جھیر یعنی حاضر و ہوبہو مخالف ... قرآن کی ... قاعدہ قرآن کی ... عمل درست نہین ... یعنی ... طرف ... قرآن زیادہ تھا اس قرآن موجودی ... جس ... ۱۲ منہ

فهو كاذب اور بهتانِ النواصب مین ہی وَمَانَسَبَهُ اِلَى الشِّيعَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ بِوُقُوعِ التَّغْيِيرِ فِي القُرآنِ لَيْسَ
مِمَّا قَالَ بِهِ جُمْهُورُ الإِمَامِيَّةِ وَاِنَّمَا قَالَ بِهِ شِرْذِمَةٌ قَلِيلَةٌ لَا اعْتِدَادَ لَهُمْ فِيمَا بَيْنَهُمْ خوف بانی گران و نو
شاہدین عادلین کے شہادت سے کون جہوٹہا اور بی اعتبار اور بموجب تصریح صاحب مجمع البیان کے جسکا ذکر گذرا کون حشویہ
نابکار ٹہرتا ہی شاید اسی ڈر سی خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سنی اپنی تجرید کو مجرد کیا طرفہ یہ ہی کہ اس قرآن کو ناقص بھی
بتائی جاتی ہین اور عمل کرنی کو بھی بتائی جاتی ہین ہرگز دریافت نہین ہوتا کہ قرآن کو ناقص بتانا کس راہ سی ہے
اگر یہ سبب ہے کہ فضائل امیر المومنین اور مناقب اہلبیت طاہرین اسمین نہین تو سورہ ہل اتی اور آیہ تطہیر کسکی حق مین
نازل ہوا اوران اخبار خلافتِ خلفاء راشدین اور فضائل ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصاً فضیلت جناب صدیقہ اور
تائیدات مذہب اہلسنت کے بہی اسمین مذکور رہین اور ذکر بداء اور تقیہ کا اور ماجرای غصب کلثوم اور قصہ آزردگی جناب زہرا
اور رسن بگلو ہونا شیر خدا کا اور بیکسی اہلبیت کی اور مضامین حق الیقین کے کہ حضرت پیغمبر نی جناب زہرا اور حضرت علی مرتضی
کو فرمایا کہ پدرت فدای تو باد و برادر عمت قربان تو باد اور بندشین مرثیہ ضمیر اور دبیر کی اوسمین نہین یہ اسباب نقصان کے
البتہ ہوسکتی ہین خدا جانتا ہی کہ بعضی شیعہ مذہب سے انصاف سے کچھہ بہرہ رکہتی ہین حقیقت نقصان کے سنکر ہاتہہ ملتی ہین کہ
احد الثقلین یعنی عترت نبی الحرمین اکثر تو انتقال فرما گئی اور ایک آدہ جو زندہ ہین وہ غیبت کے سبب ہاتہہ نہین آتی ہر چند
عریضی لکہتی ہین پر جواب کا پتا نہین لگتا انکو پوچہتی کو یہ قرآن کہ احدہما اعظم من الآخر اسکی شان ہی باقی رہگیا تہا
اب اسکو بھی جناب قبلہ و کعبہ نے ناقص ٹہرایا شعلہ کینہ دشمنان دین محمدی کو بہڑکایا بڑہی سے داونکی ہاتہہ لگی چشم خوابیدہ
فتنہ کی جگی شان خدا ہی جنکی تقرب اور تالیف کی لیی ملا زمان ع الائی یہ خاک چہانی اون لوگون نی بھی ایک نہ مانی
تحسین بھی نکی شیرین سے اس تیشہ زنی پر پڑ پتھر پڑی فرہاد تری کوہکنی پر پڑ کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ
جناب امیر المومنین یا بقیہ ائمہ طاہرین نے اس قرآن کو ناقص بتایا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو نہ پڑہایا ہو سب اسکو لکہتی
پڑہتی آئی اور سر آنکہہ پر رکہتی آئی اگر یہ قرآن ناقص تہا تو جناب امیر نی قرآن کامل کیون نہ پہیلایا یہان بات
بنائی گویا غیرت مٹانی ہی فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا مثل اعتقاد اون لوگون کے ہی کہ خدا اور رسول سی لاچار ہو کر
بعضی قائل الوہیت حضرت امیر کی ہوی اور بعضون نے ادعای نبوت آنحضرت کا کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہی

قال المجتهد المقام اور جو تمنی پوچہا کہ جمع کیا ہوا حضرت امیر کا یہی قرآن ہی تو یہ سوال تمسی بعید تہا اسواسطے
کہ اگر یہ وہی قرآن ہوتا تو مصحف اور مشقت حضرت عثمان کی جمع کروانی قرآن مین زید ابن ثابت وغیرہ سی اور احراق
باقی مصاحف مین بالکل برباد ہوجاتی اسکو تم کیونکر گوارا کر سکتی ہو اور وہ قرآن جو حضرت امیر علیہ السلام کی موافق:

تنزیل کی جمع فرمایا تہا وہ اونہین حضرت کے پاس اور اونکی اولاد طیبین اور طاہرین کے پاس موجود اور مخزون رہا اور اب
حضرت صاحب الامر کی پاس موجود ہی جسوقت مین کہ اون حضرت کا ظہور اور خروج ہوگا تو وہ بہی ظاہر ہوگا فقط
اقول بفضل العزیز العلام یہ سوال تو ظاہرا بعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات ساری امیہ
ہدی اور اونکی اولاد امجاد اسی قرآن کو پڑہتی لکہتی آئی مگر بشہادت طبرسی اور شیخ طوسی حضرات حشویہ اور کذاب جب
اس نقصان کے قائل ہوے تو سائل کو شبہہ پیدا ہوا کہ یہ وہی قرآن ہی جو حضرت امیر نے جمع کیا تہا یا اور ہی اگر وہی ہی
تو ہو المراد اور نعم الوفاق اور اگر وہ نہین تو اپنی قرآن کو کیون چہپا رکہا اور اسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ پڑہنی
پڑہانیکو یہ قرآن اور رکہنی چہپانیکو وہ قرآن حق یہ ہی کہ جس قرآن کو حضرت عثمان نے جمع کیا اوسیکو جناب امیر نے
قبول کہا اور فرمایا کہ اگر عثمان جمع نکرتا تو مین جمع کرتا جیسا اوپر گذرا قرآن کے مقدمی مین سب پر احسان ہے جناب
عثمان کا جو اس احسان کو نمانی احسان فراموش ہی اور بار ایمان سے سبکدوش اور یہ بہی پہلی مذکور ہوا کہ جمع کرنا
جناب امیر کا قرآن کو ثابت نہین سنی کی یہان شیعہ کی یہان پس اونکی اولاد کی پاس خصوصا صاحب الامر کی پاس
کیونکر موجود ہی اور پر تو ملا صادق کہ بیشک اس مقدمی مین صادق ہی کاذب نہین کلینی کی شرح مین بتصریح لکہہ گیا
یَظْهَرُ الْقُرْآنُ بِهٰذَا التَّرْتِيْبِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْإِمَامِ الثَّانِيْ عَشَرَ وَيَشْتَهِرُ بِهٖ یعنی یہی قرآن حضرت
امام آخر الزمان کی وقت مین ظہور پکڑیگا اور مروج اور مشہور بہی ہیگا پس اس قول مین ملا صادق صادق ہے
یا ملا زمان و الا انصاف فرمائیں کہین سے کہین بجائی **قال المجتہد القمقام** اب حضرات سنیہ کو بیان اپنے
اعتقاد کا اور جواب ہمارے سوالون کا ضرور اور متحتم ہی وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ **اقول**
بفضل العزیز العلام تمام اہلسنت کے اعتقاد مین یہی قرآن حق ہی کسیطرح کا اسمین شبہہ نہین ذٰلِكَ
الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ جسقدر حضرت خاتم النبیین سید المرسلین پر نازل ہوا بی کم و کاست موجود ہی کیا مجال کہ کوئی
ایک حرف بڑہا سکی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا یا کچہہ گہٹا سکی إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ اور تغیر یا
تبدیل کو اصلا اسمین راہ نہین وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ
الْعَلِيْمُ اور یہ کلام الہی قدیم ہی اور معجز ایک معجزون سی یہ ہی کہ منافق کو یاد نہین ہوتا إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ
فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا اور باقی عقیدون کی حقیقت کتب عقاید
اہلسنت مین مذکور ہی جسکو منظور ہو مطالعہ کری اور یہ جو فرمایا کہ جواب ہمارے سوالون کا ضرور

سبحان اللہ کیا مشکل سوال کیا ہی کہ تربین اہلسنت نے سارے سوالوں کے جواب دئی اور مستفتی کی سوال ساتھ اپنے
سوالون کی طلازبان و الالکی طرف متوجہ کبھی خبر لیجھی تقریباً آپکی ناتمام رہی حقیقت شبہون کی بالی سی پتلی ہو کر بھی
اب ہماری سوالون کی جواب دیجئی آیندہ کی تدبیر کیجئی ع مردِ آخربین مبارک بندہ ایست ٭ واللہ یہدی من یشاء
الی الصراط القویم والآن اشرع فی جواب السوال الثانی بفضل العمیم فاقول **قال المستفتی** چہ میفرمایند
مجتہد العصر والزمان اندرین مسئلہ متعہ کہ متلاشی صحت کا ہون مگر ابتک سند بحوالہ کتاب دستیاب نہین ہوئی کہ کوئی
پیغمبر یا امام سے یہ مسئلہ جاری ہوا امامیہ مذہب اسکو روا رکہتی ہین اور سنت جماعت اسکو روا نہین کہتی ہمکو دریافت کرنا
اس مسئلہ کو بسند کتاب ضرور تر ہی اور سند اسکی ہم بحدیث نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتی ہین امید کہ آپ
مجتہد العصر ہین دربناب شک ہمارا رفع ہو فقط **قال المجتہد المقام** جواب سندین حلت متعہ کی بہت ہین
کہ رسائل اور کتب مبسوطہ مین لکہین ہین مگر سند مختصر بالفعل بہی کافی ہی کہ خود خلیفہ ثانی نی فرمایا ہی مُتعتانِ
کانَتا علیٰ عَہدِ رسُولِ اللہِ وَاَنَا اُحَرِّمُھُمَا یعنی دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم مین حلال تہی اور مین اونکو
حرام کرتا ہون پس جبکہ متعہ النسا اور متعۃ الحج زمانہ اوتحضرت مین حلال ہوا تو ایسی سند اور کون زیادہ ہوسکے
کہ فرمانا اوتحضرت کا بہ وحی الٰہی تہا و ماینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ **اقول الفضل العزیز العلام**
یہ جواب سوال ثانی کا بہی بطور سوال اول کی نی سروپا ہی اور سراسر خلاف استفتا دو ایک دلیل نکلی
حلت متعہ کی کتاب اور سنت معمولہ سی نہ لاسکی بلکہ وہ حدیث کہ الزاما اونسی حلت متعہ کی اپنی زعم مین نکالی
لائی اور معنی اوسکی اپنی مدعا کی موافق بیٹہالی غور کرنا چاہئی کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہی جسکی ترجمہ مین
ارشاد ہوتا ہی کہ دو متعی زمانی پیغمبر خدا صلعم مین حلال تہی اور مین اونکو حرام کرتا ہون شاید یہ غلطی لفظ کانتا سی
پڑی اور انا احرمہما کو اسپر قرینہ ٹہرایا سمجہی کہ کسی کی عہد مین کسی شئی کا ہونا نہ استیعاب کو لازم ہی اور نہ وصف
حلت کو مستلزم خود حضرات شیعہ قایل ہین کہ عباسیون کی عہد مین سادات کشی بہت تہی حالانکہ یہ فعل نہ موصوف
بصفت حلت تہا اور نہ تمام اوس عہد کو لازم و اکثر ایسہ کیونکر بچ رہتی اس تقدیر پر معنی احرمہما کی اخبر عن حرمتہما ہی
یعنی حضرت عمر فرماتی ہین کہ دو متعی جو عہد کرامت مہد جناب سرور کائنات مین تہی اور بہت لوگون کو اونکی حرمت کی
خبر نہین پہونچی سواب مین خبر کئی دیتا ہون کہ وہ دونو حرام ہین اور دلیل حرمت متعۃ النسا پر وہی قیود ثلثہ
اور آیہ محکمہ ماضیہ الا علی ازواجہم الآیہ اور احادیث آیندہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہِ اللّٰھمَّ اِنِّی لَا اُحِلُّ لَھُم
شَیئًا حَرَّمتَ عَلَیھِم وَلَا اُحَرِّمُ عَلَیھِم شَیئًا اَحلَلتَہٗ اور حدیث استبصار اور تہذیب کی کہ

[illegible] اور نہین [illegible] حسی [illegible]

دونون پر اوس شئی کو جسکو [illegible] حرام کیا اور نیز اور نہین حرام کرتا ہین [illegible] حلال کیا اور نیز ۱۲ منہ

حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صلعم لحُوم الحُمُرِ الاَھلِیّۃِ وَنِکَاحَ المُتعَۃِ ہی اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا والمروہ
پیچھی طواف قدوم کے اور پہلی طواف زیارت کی کرتی ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجالا کر اوسی سفر مین حج ادا کرتی ہین
یہ دونو تو ابتک مشروع ہین کسینی انکو حرام نہین کیا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کی بعد اگر ہدیہ میسر نہو تو احرام حج ہی کی بجالا کر
حج کو فسخ کرین البتہ یہ حرام ہی اور دلیل اسکی حرمت کی کریمہ وَاَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمرَۃَ لِلّٰہِ اور امر نبوی لما اخرجہ الو ... ہی کیونکہ
یہ مخصوص حجۃ الوداع مین تھا واسطی مٹانی رسم جاہلیت کی کہ کفار نابکار تمتع کو اشہر حج مین افجر فجور جانتی تھی جیسا بخاری مین
مذکور ہی پس اب حلت دونو متعونکی مفہوم مخالف ارشاد فاروق اعظم سی کہان ثابت رہی اور وحی الٰہی نی کسکی تائید کی ہی
باوجود اسکی اگر فرمائی کہ احرم بمعنی اخبر کی مجاز ہی حقیقت کے ہوتی ہم مجاز کو نہین مانتی پس اس تقدیر پر اگر یہ معنی نہ لیجیگا تو ارشاد
ایمہ مین کہ یحلون حلالہ والمحرمون حرامہ ہی کیا کیجیگا اگر معنی حقیقی پر رکھیگا تو ممنوع ہی الا اعتراض مین
جو جناب فاروق پر وارد ہوتا تہا وہ بعینہ حضرات ایمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکھی گا تو مسلم لیکن یا نحن فیہ مین
اس ارادی کا کون مانع ہی اور معہذا اپنی والد بزرگوار کو کیا جواب دیجیگا کہ وہ اسی قول الہیہ کی تفسیر اپنی کتاب حسام مین
باین عبارت افادہ فرماتی ہین یعنی در عہدہ جناب ایمہ ہست کہ بآن اخبار فرمایند بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملا زمان
والا اپنی گھر کی بھی خبر نہین رکھتی اور کا کیا ذکر ہی گرہی بیخبری حضرت والا ہوگی تار و پود پدر سی ہست و بالاہو

قال المجتہد القمقام اور صحیح ترمذی مین روایت ہی کہ ایک شخص نے کہ اہل شام سی تہا ابن عمر سی حال
متعی کا پوچھا ابن عمر نی کہا کہ وہ حلال ہی اوس شخص نے کہا کہ تمہاری باپ نے تو اسکو منع کیا ہی ابن عمر نی کہا کہ تو مجکو
کہ اگر میری باپ نی اوسی ممانعت کی اور کیا اوسکو پیغمبر خدا صلعم نی آیا مین ترک کرون سنت پیغمبر کو اور تابع ہون
اپنی باپ کی قول کا **اقول بفضل العزیز العلام** جناب اجتہاد مآب کی دیانت سی بہت دور ہی کہ اسقدر
نقل لفظ اور معنی مین خیانت کرین صحیح ترمذی مین حدیث حرمت متعی کی البتہ ابن عباس سے یون موجود ہی کہ قال اِنَّمَا
کَانَتِ المُتعَۃُ فِی اَوَّلِ الاِسلَامِ کَانَ الرَّجُلُ یَقدَمُ البَلدَۃَ لَیسَ لَہٗ بِہَا مَعرِفَۃٌ فَیَتَزَوَّجُ
المَراَۃَ بِقَدرِ مَا یَرٰی اَنَّہٗ یُقِیمُ فَتَحفَظُ لَہٗ مَتَاعَہٗ وَتُصلِحُ لَہٗ شَیئَہٗ حَتّٰی اِذَا نَزَلَت اِلَّا عَلٰی
اَزوَاجِہِم اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُہُم الآیہ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ فَکُلُّ فَرجٍ سِوَاھُمَا فَھُوَ حَرَامٌ اور جس حدیث
کو ملا زمان والا نی نقل کیا ہرگز کتاب مذکور کی ابواب النکاح کیا باب متعۃ النسا مین بھی نہین ہان ابواب الحج کی باب جاء
فی التمتع مین بتصریح متعۃ الحج البتہ باین عبارت جو ہی کہ عن ابن شہاب ان سالم بن عبد اللہ حدثہ انہ سمع
رَجُلًا مِن اَھلِ الشَّامِ وَھُوَ یَسأَلُ عَبدَ اللّٰہِ ابنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالعُمرَۃِ اِلَی الحَجِّ فَقَالَ عَبدُ اللّٰہِ ابنُ

ابن عمر ہی حلال الی اٰخر ما نقلتم بحاصلہ پس یہ حدیث متعۃ النسا مین کہان تہری شاید اسی سو اخذی کے
ڈرسے ترجمہ لفظ عن التمتع بالعمرۃ الی الحج کو حذف کیا اور مغالطہ دینی کو صرف لفظ متعہ کا لیا سبحان اللہ عجب حال
مجتہدون کا ہی کہ دیدہ و دانستہ حدیثون مین دخل کرین تو مقلد کس گنتی مین ہاری گہنٹا اسپو کی آنکہہ کہان کے بات
کہان یہان ہی ع چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ۔ اتنا بہی
نہین جانتی کہ عبد اللہ ابن عمر سے متعہ کی حرمت مین احادیث متعددہ مشہور ہین اور کتب معتبرہ مین مذکور
منہا ما اخرجہ الامام احمد فی مسندہ عن عبد الرحمن بن نعیم الاعرجی قال سأل رجل ابن عمر
عن متعۃ النساء فغضب وقال واللہ ما کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین
ومنہا ما اخرج ابن ابی شیبۃ عن نافع ان ابن عمر سئل عن المتعۃ فقال حرام ومنہا ما اخرج
البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امراۃ الا بنکاح الاسلام ویورثہا وتورثہ پہر ابا حت
اوسکی کیونکر مروی ہو یہ اپکی جہلی قدمائی ہین بلکہ بہت کہنڈی آبائی شیخ حلی نی کتاب نہج الحق مین لکہا کہ شافعی
کی نزدیک نماز سفر مین قصر کرنا معصیت ہی اور والد بزرگوار جناب کے کتاب صوارم مین شیخین کیطرف نسبت کرکر
یہ عبارت فرماتی ہین کہ ابن عمر ابن عاص شخصیست کہ بخاری و مسلم ہر دو در صحیحین خود از و روایت نمودہ اند کہ گفت
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان آل ابی طالب لیسوا باولیاء حالانکہ کتب
شافعیہ مین معصیت کا نام ہی نہین اور نہ کتابون مین نام ابی طالب کا نشان خدا آپکی تقصیر معاف کری یہ بات
کہ یہ حدیث متعۃ الحج ہی مین سہی لیکن عبد اللہ نی کیون اپنی باپ کی حق مین بے اعتنائی کی جواب اسکا یہ ہی کہ وہ
شامی عامی تہا تفصیل تمتع کی نجانتا تہا سمجہا کہ مطلق تمتع حرام ہی اور محرم اوسکی حضرت عمر ہین اسیواسطے جب عبد اللہ نے
بہی اوسکی جواب مین مطلقاً فرمایا کہ یہ حلال ہی اوسنی بطریق اعتراض کے کہا کہ ان اباک قد نہی عنہا تب عبد اللہ نے
اوسکی ساکت کرنیکو کہا کہ ارأیت ان کان ابی نہی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلعم امر ابی یتبع ام امر
رسول اللہ تب کہا اوسنی بل امر رسول اللہ پس کہا عبد اللہ نی لقد صنعہا رسول اللہ گویا اوسکو
الزام دیا کہ جس تمتع کو رسول اللہ کرتی تہی وہ تو ابتک جاری ہی میری باپ نے کیونکر حرام کیا پس معلوم ہوا کہ یہ
ارشاد عبد اللہ کا اوسکی اسکات کو تہا کچہہ بی اعتنائی کی طور پر نہ تہا اب جیسی متعۃ النسا کی تحریم کی طعن سی حضرت عمر
بری الذمہ تہی ویسہی متعۃ الحج کی طعن سی بری العہدہ ہین ع حق پرکہہ نکہ نہون حق یہان بہی میری ساتہہ ہی
بحمد اللہ کہ یہ معرکہ بہی ہاتہہ رہا ۔ قال المجتہد القمقام اور صحیح مسلم وغیرہ مین لکہا ہی جابر بن عبد اللہ سے

فرمایا کہ ہم متعہ کرتی تہی مدت تک عہد پیغمبر خدا صلعم مین اور عہد ابو بکر مین عوض اکمشت خرمے کی یا آٹی کی تا وقتیکہ منع کیا اوسکو عمر نی بیچ مقدمہ عمرو بن حریث کے اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب ہمیں متعہ کرتا زمانی انحضرت مین اور تمام عہد ابو بکر اور اوائل عہد عمر مین قبل منع کرنیکی جاری تہا پس صاحب انصاف کو اسیقدر کافی ہی اور بحث اور جدل کا کچہہ ٹہکانا نہین فقط وہو العالم **اقول بفضل العزیز العلام** جابر بن عبد اللہ کی جواز متعہ کی روایت کی فتوی جواز کا نہین یا جو ملازمان والا بارقہ ضیغمیہ مین یاین عبارت افادہ فرما چکی ہین کہ روایت کرون چیزی مستلزم فتوای اوسی بمضمون آن نیست صحیح ہی کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ روایات تجسیم اور تشبیہ وغیرہا کہ خلاف ضروریات دینیہ ہین کتب شیعہ مین حد سی زیادہ موجود ہین چنانچہ کلینی مین ابی عمارہ سی روایت ہی کہ اوسنی کہا سَمِعْتُ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ یَقُوْلُ اَنَا یَدُ اللّٰہِ اَنَا جَنْبُ اللّٰہِ اور اوسی کتاب مین اسود بن سعید نی ابی جعفر سی روایت کی کہ نَحْنُ لِسَانُ اللّٰہِ نَحْنُ وَجْہُ اللّٰہِ نَحْنُ عَیْنُ اللّٰہِ وعلی ہذا القیاس پس معلوم ہوا کہ روایت راوی کی مستلزم فتوی کو نہین ہوتی ہے چو کار بی فضول من برآید مرا در وی سخن گفتن نشاید اور جابر یا بعض اصحاب مگر کہ عہد پیغمبر اور عہد ابو بکر مین متعہ کرتی تہے حقیقت اوسکی یہی کہ یہ فعل اونکا مدت معلوم تک بعد حرام ہونی متعہ کی تہا بدلیل آیات محکمات اور احادیث سرور کائنات جنکا ذکر ہو چکا لیکن بسبب عدم شہرت حرمت کے اطلاع نتہی جیسی ابن عباس کو اول اطلاع نتہی آخر جب حضرت امیر نی فرمایا کہ اِنَّکَ رَجُلٌ تَائِہٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَھٰی عَنِ الْمُتْعَۃِ تب انہی رجعت فرمائی چنانچہ شرح مقاصد مین جابر سی روایت ہی کہ مَاخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی رَجَعَ عَنْ قَوْلِہٖ فِی الصَّرْفِ وَالْمُتْعَۃِ اور صاحب کشاف وغیرہ مفسرین نی لکہا کہ وہ عند الموت فرماتی تہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ قَوْلِیْ بِالْمُتْعَۃِ وَقَوْلِیْ فِی الصَّرْفِ اور علاوہ برین خود مسلم مین سبرہ جہنی سی روایت ہی اَنَّہٗ غَزٰی مَعَ النَّبِیِّ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ قَالَ فَاَقَمْنَا بِھَا خَمْسَۃَ عَشَرَ یَوْمًا فَاَذِنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ مُتْعَۃِ النِّسَآءِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی نَھَانَا عَنْھَا اور قسطلانی مین بروایت بیہقی حضرت امام جعفر صادق سی موجود ہی کہ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَۃِ فَقَالَ ھِیَ الزِّنَا بِعَیْنِہٖ اور حدیث تہذیب و استبصار کی جو گذر چکی شاہد عادل ہی غرض معلوم ہوا کہ یہ حدیث جابر کے مبین وقت تاکید حرمت متعہ ہی پس ارشاد جناب کا کہ اس روایت سی معلوم ہوتا ہی الی آخرہ محض بے ٹہکانی کی بات ہے پلیان نہین جدال کا انصاف شرط ہی شی بی اہل بات اشتر گربین کا ضرط ہی **قال المجتہد القمقام** بعد جواب استفتا کی اضافہ کرنا بعض مضامین کا مناسب معلوم ہوا اسواسطی بطور خاتمہ کی لکہا گیا کہ جلال الدین سیوطی نی تاریخ الخلفا مین بیچ فصل اولیات عمر کی لکہا ہی کہ عمر پہلا وہ شخص ہے کہ جسنی پڑہنا تراویح کا ماہ رمضان مین مقرر

اور پہلا وہ شخص ہی کہ جسنی متعہ کو حرام کیا اس سی ثابت ہوتا ہی کہ آخر عہد ابو بکر تک تراویح نتھی اور متعہ حلال اور جاری تھا
کس واسطیکہ اگر متعہ عہد جناب رسالتمآب صلعم مین حرام ہوگیا ہوتا تو عمر پہلی حرام کرنی والی نٹھرتی اور تمام عہد ابو بکر
اور بعض عہد عمر مین جاری کیونکر رہتا اور اکثر اصحاب کبار مانند جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ کی کیون متعہ کرتے

اقول بفضل العزیز العلام یہ عجب ناانصافی کی بات ہی کہ جواب پائی جائی پہر بات بنائی جائی باتفاق
اہلسنت اور بتصریح اپنی والد بزرگوار کی کتاب حسام سی معنی تحریم اور تحلیل کے ملاحظہ کر چکی کہ مراد اوسی اخبار ہی ہی باطہار
پہر استدلال ہا بنائی القایل اور تجشم بیحاصل کی کیا معنی مقصود سیوطی کا اولیات سے اَوَّلُ مَنْ اَخْبَرَ حُرْمَةَ الْمُتْعَةِ یعنی عمر اول وہ
شخص ہے کہ جسنی حرمت متعہ کی خبر دی اور اسیطرح معنی اَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِیَامَ شَہْرِ رَمَضَانَ ہی یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ جسنی سنت
تراویح کو ظاہر کیا اسواسطی کہ کتب احادیث اہلسنت مین بتواتر ثابت ہی کہ اصل تراویح کی پیغمبر سی ہی خلاف اور خفلون کے
تین شب آپ نی اسکو بجماعت ادا فرمائی اور ترک مواظبت کی یہ علت بتائی کہ اِنِّی خَشِیْتُ اَنْ یُّفْرَضَ عَلَیْکُمْ پہر جب
آفتاب نبوت نی غروب کیا تو یہ عذر جاتا رہا حضرت عمر نی بحکم قاعدہ اصولیہ شیعیہ سنیہ کہ اَلْحُکْمُ الْمُعَلَّلُ بِعِلَّةٍ
یَزُوْلُ اِذَا زَالَتْ عِلَّتُہٗ اس سنت کا احیا فرمایا اسمین کیا گناہ لازم آیا شیعون نی تو وہ چیزین نکالین ہین کہ جنکی
شرع مین کچھ اصل نہین جیسی عید مباہلہ عید غدیر عید شجاع عید نوروز وغیرہ یہ کیا انصاف ہی کہ آپکو ہیپ چپ
اور کو آنکھ تہو جو حرامون سی بچاوی اور عبادت کے طرف بلاوی وہ مطعون اور مذموم ٹہری اور جو حرام سی لگاوی
اور عبادت سے بہکاوی وہ مقبول اور معصوم بنی ہر کوئی یہی چاہتا ہی کہ کسی نہ کسی دہی مین لذات نفسانی اور جسمانی حاصل
کیا حضرت عمر کا جی نچاہتا تہا کہ اس تکلیف تراویح سی راحت لیتی یا لطف متعہ سی جسکو لذت دیتی اور بموجب
روایات شیعہ کی درجہ حسنین اور علی یا مرتبہ سید المرسلین ختم النبیین کا حاصل کرتی یہان سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیشوا
کہ خلفاء راشدین اور ائمہ طاہرین ہین بڑی زاہد و ابرار تھی شہوت پرستی سی دور اور عبادت خدا کی حضور رہتی تھی
اور اوباشون نے اپنی عیاشی کی لئی یہ باتین بنائین ہین بیچاری معصومون پر تہمتین لگائین ہین خدا انسی سمجھی بہتر
انتقام لینی والا ہی **قال المجتہد القمقام** اور اگر کوئی کہی کہ اون اصحاب کو خبر نسخ کی نہ پہونچی تہی اس جہت سے
معذور تھی تو ہم کہینگی کہ ہمکو بھی خبر نسخ کی نہین پہونچی اور ہمپر نسخ اوسکا ثابت نہین ہوا تو ہم بھی معذور ہین

اقول بفضل العزیز العلام ماشاء اللہ یہ عجب طرح کی معذوری ہی کہ جان بوجھکر مرض
ضد سی معذور بنتی ہین ابھی حضرت ابن عباس سی منقول ہوا کہ ذلیل حرمت متعہ کی سنتی ہی باز آئی اور
مرض الموت مین توبہ فرمائی ملا زمان والا اور اون صحابیون مین اتنا فرق ہی کہ وہ نسخ یا حرمت کو

سنتی تھی اور مانتی تھی اور آپ دیکھتی ہین اور نہین مانتی جہل کا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہین اور کسی شمار مین **قال**
المجتہد القمقام اور بعض متاخرین علماے اہلسنت جو کہتی ہین کہ آیہ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ناسخ متعہ ہی
سوا اولا زن متمتع بہا باعتراف صاحب کشاف و دیگر صنادید سنیہ داخل ازواج ہی تو یہ آیت ناسخ نہین ہو سکتی **اقول**
بفضل العزیز العلام یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گو را حافظہ نباشد یہ روبی تو کسی صنادید سنیہ نی لکھا کہ زن متمتع بہا
داخل ازواج ہی صاحب کشاف تو معتزلی ہی سنی نہین کہ احتمال مزعوم اوسکا اہلسنت کے حق مین حجت الزامی ہو بلکہ
تحقیق خصوصا جس وقت اوسکو شبہہ پڑا کہ جیسا منکوحہ عقد کی سبب سے جو کہلاتی ہی ویسا ہی ممتوعہ بھی زوجہ ہو سکتی ہی
حالانکہ یہ باطل ہی اسواسطیکہ تقیید علامت مجاز کی ہی لہذا حدیثون مین تزوج اور نکاح مقید بلفظ متعہ آیا ہی
اطلاق تزوج اور نکاح کا متعہ پر اور ممتوعہ کو زوجہ کہنا بطریق مجاز ہی نہ بطور حقیقت والا نکاح مقید کا کہ حدیث نکاح
المتعۃ منسوخ مین موجود ہی چاہئی کہ یہ بھی کوئی قسم نکاح کا ہو اور سلمنا کہ اوسکی نزدیک ممتوعہ حقیقۃً زوجہ مین
داخل ہی مگر حضرات کو چکٹ ابدال کو تحقیقات اہل اعتزال سی کیا کام ابو بصیر کی روایت حضرت امام صادق سی جو کہ
انہ سئل عن المتعۃ اھی من الاربعۃ قال لا ولا من السبعین مقداد نی کنز العرفان مین اجماع امامیہ کا
نقل کیا ہی کہ متمتع بہا مین اعتبار عدد کا نہین اور بعد نقل اسی حدیث کی لکھتا ہی کہ **فقد بان ان المستمتع بہا**
لیست من المنکوحات ولا المتعۃ نکاح سچ ہی بحکم الغریق یتشبث بکل حشیشۃ جب ملازمان لائی
کہین مفر نپایا تو معتزلیون کے دامن مین چھپی اگی انصاری کے پناہ ڈہونڈہینگی ہائی یہ بھی نہین جانتی کہ اگر ممتوعہ زوجہ ہوتی
تو چار سی باہر نہوتی اور لوازم زوجیت کی مثل ارث نفقہ طلاق لعان ظہار ایلا سب اوسمین متحقق ہوتی حالانکہ یہ سارے
چیزین بشہادت کتب شیعہ کی متعہ مین مفقود ہین اور انکی انتفا کی دلیلین موجود چنانچہ صاحب منہاج النہایہ فی بیان
الآیۃ نی اگرچہ بتقلید صاحب کشاف معتزلی کی مستمتع بہا کو زوجہ ٹہرایا مگر ان چیزون کو تخلف عنہا بتایا حیث **قال**
والمستمتع بہا زوجۃ وان تخلفت عنہا بعض الصفات کاستحقاق الارث والنفقۃ
ووقوع الطلاق واللعان والظہار علی قول والایلاء علی الاقوی اور اشہاد کا تو نام نہین جیسا
تہذیب الاحکام مین ہی **ولیس فی المتعۃ اشہاد ولا اعلان** رہی عدت وہ بھی مثل عدت زوجہ کے
نہین کیونکہ مطلقہ کی عدت تین مہینی ہین اور متوفی عنہا الزوج کی چار مہینی دس دن قال اللہ تعالی **والمطلقات**
یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء وقال والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن
بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا بلکہ کم ہی جیسا شہید اول نی متعہ مین تفصیل کر تاسی عدتہا

حَیْضَتَانِ وَلِلْاِسْتِبْرَاءِ خَمْسَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ یَوْمًا وَ تَعْتَدُّ مِنَ الْوَفَاتِ بِشَهْرَیْنِ وَ خَمْسَةِ اَیَّامٍ اِنْ کَانَتْ اَمَةً وَبِضِعْفِهَا اِنْ کَانَتْ حُرَّةً وَلَوْ کَانَتْ حَامِلًا فَبِاَبْعَدِ الْاَجَلَیْنِ اور احصان تو اصلا نہین جیسا اگذ چکا پس ممتوعہ کیونکر زوجہ مین داخل ہوئی **قال المجتہد القمقام** اور ثانیا تمہاری نزدیک جب آیہ مذکورہ ناسخ متعہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ کوئی آیت حلت متعہ مین وارد ہوئی اور وہ منسوخ ہوئی کیونکہ واسطیکہ ناسخ کو کوئی منسوخ ضرور چاہئی اور آیہ فما استمتعتم الآیہ کو تم بیان متعہ مین نہین کہتی تو پتا اوس آیہ متعہ کا جو منسوخ ہی بتاؤ **اقول الفضل العزیز العلام** جن لوگون کی حق مین مفسرین معتبرین نی صیغہ تمریض کا استعمال کیا کہ وہ آیہ فما استمتعتم کو متعہ مین کہتی تھی اور پھر منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگون کی مذہب پر یہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجہم اوسکی ناسخ بلکہ ابو داود مین ابن عباس سی منقول ہی کہ فما استمتعتم کا ناسخ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَالّٰٓـئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ بہی ہی لیکن بنابر مذہب جمہور چونکہ نسخ عبارت ہی موقوف ہونا حکم شرعی کا دوسری حکم شرعی سی تو اس صورت مین یہ سب آیتین محرم متعی کی ٹھرینگی اسواسطیکہ متعہ کرنا لوگونکا ابتدای اسلام مین بحکم شرع نتہا بلکہ بطریق تعامل کی تہا سیوطی ترمذی مین مضمون تعامل کا مذکور ہی کہ اوسپر حرمت طاری ہوئی اب کیا خدشہ باقی جو وہم و ہنر کی سی اس شق کو حضور نی بیان فرمایا سہ یکدم کہ چشم فتنہ بخفت ست زینہار ؛؛ بیدار باش تا نزد و عقل ہنر فسوس **قال المجتہد القمقام** اور مستفتی نی جو پوچہا ہی کہ کون سی پیغمبر یا امام سی یہ مسئلہ جاری ہوا جواب اسکا یہ ہی کہ متعہ بحکم جناب رسالتپناہ صلعم کہ خاتم النبیین ہین اور دین اونکا قویم اور شریعت اونکے ناسخ شرایع سابقہ ہی شروع اور جاری ہوا ہی اور احادیث اون حضرت کی صحاح ستہ مین بحکم مشروعیت متعہ موجود ہین اور جاری رہنا اوسکا تا بعض عہد خلافت خلیفہ ثانی بھی صحاح مذکورہ سی ثابت ہی **اقول الفضل العزیز العلام** فی الحقیقت ابتدای اسلام مین بحسب ضرورت بطور تعامل نہ بطریق مشروعیت متعہ کو ایک بار جاری ہوا تہا پہر جب ان آیتونکا نزول ہوا تو حضرت نے ممانعت فرمائی اور اسمین حرمت مؤبدہ ٹہرائی چنانچہ تفاسیر معتبرہ اور صحاح ستہ مین بتفصیل مذکور ہی اور مشتی نمونہ از خروارے یہان بھی جابجا ذکر کیا گیا اگر زیادہ ہوس ہی تو بالفعل شرح مسلم امام نووی کی مطالعہ فرمائی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ تحریم اور اباحت متعی کے دو مرتبہ ہوئی پہلی چند روز حلال تہا پہر خیبر کی دن حرام ہوا پہر تین دن جنگ اوطاس یعنی مکہ معظمہ مین حلال رہا پہر قیامت تک حرام ہوا بعد اسکی اوسی کتاب مین دفع دخل کرتا ہے وَلَا مَانِعَ

يُمنع تكريراً لا باحة والتحريم ہماری خدشی تھی جسے ہٹائی ہیں ✽ اور گئی چٹکیاں بجانی میں **قال المجتہد القمقام** اور پیغمبر ہماری تو ایک ہی ہیں یہ سوال کہ کون سی پیغمبر سی جاری ہوا تو ایسا ہی کوئی پوچھی کہ یہ مسئلہ کونسی خدا نے فرمایا ہی **اقول بفضل العزیز العلام** اگر اس سوال میں غلطی بھی ہوئی تو اوسکا پکڑنا بیجا تہا شاید قضیہ مسلمہ المؤاخذات اللفظیة لیست من دأب المحصلین فرایاد خاطر قدسی ظاهر نہ رہا آپکا قصور نہیں تقاضای سن سی ہی ع یک پیری و صد عیب چنین گفته اند ✽ تامل سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سوال حق ہی کیونکہ اکثر باتین عبادات اور عادات اور محرمات اور مباحات وغیرہ اور دینوں کی اس دین میں باقی ہیں بعضی بعینہ بعضی کچھہ شروط اور قیود سی چنانچہ بجای خود مقرر ہی اسلئی سائل نے پوچھا کہ متعہ کونسی پیغمبر یا امام سی جاری ہوا آیا ہماری حضرت اور ایمہ امت سی جاری ہوا یا اگلی کسی پیغمبر یا اونکی خلفا کی وقت میں تہا اسمین کیا قباحت لازم آئی کہ جناب نی یون شد و مد سی بیکار بات بنائی کہ ہماری پیغمبر تو ایک ہی ہیں اونسی اپنی پیغمبری ایک ہونیکا کب انکار کیا ع سمجھہ کا پہیر ہی ورنہ سوال سیدہا ہی ✽ بلکہ اگر غور کیجئی تو اس سوال میں ایک نوع کی انکار اور توبیخ یا تعییر ہی یعنی متعہ تو بارشاد پیغمبر خدا اور باعداد ائمہ ہدی حرام ثابت ہوتا ہی پہر کون سی پیغمبر یا امام سی جاری ہوا پیغمبر اور امام تو ایک ہی ہیں یہ ڈہکوسلا حلت کا بیچ میں کسنی نکالا جیسا عرف میں کوئی کچھہ کام خلاف عقل اور شرع کی کرتا ہو تو اوسکی توبیخ یا تعییر کی لئی کہتی ہیں کہ یہ بات کونسی خدا نی فرمائی شاید جناب اسی مضمون پر جرکو سمجھکر خالی دی گئی آپ سی بڑا تعجب ہی کہ یون فرماوین کہ یہ ویسا ہی کہ کوئی پوچھی کہ یہ مسئلہ کون سی خدا نی فرمایا کیونکہ غایة الامر تو یہی ہی کہ اس کلام سی تعدد خدا کا متوہم ہوتا ہی سو موافق مذہب پیشوایان جناب کی اس میں کچھہ برائی نہیں کتب معتبرہ شیعہ میں مانند تفسیر مجمع البیان وغیرہ کی لکہا ہی کہ خالق خیر کا خدا ہی اور خالق شر کا شیطان حالانکہ واللّٰہ خلقکم وما تعملون ومن شر ما خلق وغیرہ اس عقیدہ کو جھٹلا رہا ہی پس بنا بر اس قاعدہ کی اگر سائل نی استہزاءً یہ بھی اشارہ خفیہ کیا ہو کہ معاذ اللہ جب خالق دو ہین تو پیغمبر اور امام بھی دو ہونگی ایک خیر والی کی ایک شر والی کی پس کونسی پیغمبر اور کونسی امام نی اسکو جاری کیا آیا پیغمبر و امام شر والی نے یا پیغمبر و امام خیر والی نی **قال المجتہد القمقام** اب تم بتاؤ کہ جنہون نی حرام کیا وہ کونسی پیغمبر تہی کہ ناسخ شریعت خاتم النبیین صلعم ہوی خلیفہ اور امام کا مرتبہ تو یہ نہین ہی کہ حکم پیغمبر کو نسخ کری ہان اس جہت سی کہ وحی و کتاب موافق اونکی رای کی نازل ہوتی تہی دعوای ہمسری کا ہوسکتا ہی **اقول بفضل العزیز العلام** البتہ ہماری مذہب میں خلیفہ یا امام کوئی محرم یا محلل نہیں اسیو اسطی ہمنی کہا کہ اخرجہما یعنی اخرج

یعنی بعنقل حقا پیغمبر و اربعہ علی و اولادہا سی یعنی

یعنی اسلی پیر اکی تکلو بجو آگی

یعنی ہر ہر سفا کا سی اکا سالی

یعنی جو منع الحال تھی پر عذر ملا زمان فی الابد تر اذگت بھی کیونکہ والد بزرگوار جناب کی کتاب حسام میں تحت ارشاد ائمہ
بلکہ ہم یحللون ما یشاؤن باقر مجلسی سے نقل فرماتی ہین کہ ظاہرہ تفویض الاحکام ہیں کیونکر فرمانا اونکا کہ خلیفہ
یا امام کا مرتبہ تو یہ نہین کہ حکم پیغمبر کو نسخ کری یا ورہوا اور جو افادہ ہوا کہ ہان اس جہت سی کہ وحی اور کتاب موافق اونکی رای کے
نازل ہوتی تھی دعوای ہمسری پیغمبر کا ہو سکتا ہی الحمد سہ کہ حق بر زبان جاری ہوا فی الحقیقت اکثر وحی اور کتاب
اونکی رای کی موافق اوترتی تھی مگر باوجود اسکی کسی اہلسنت کے نزدیک ثابت نہین کہ اس سبب سے وہ دعوی ہمسری
پیغمبر کا کرتی تھی یہ جناب کا ابداع احتمال ہی یا خام خیال باوجود نہ اوترنی وحی اور کتاب کے موافق رای امامیہ کے
شیعہ البتہ دعوای ہمسری آل عبا بلکہ پیغمبر خدا کا کرتی ہین صاحب تفسیر منہج الصادقین صاف صاف کہہ رہی ہی جو ایک مرتبہ
متعہ کری حسین کا درجہ پاوی اور جو دو بار متعہ کری تبہ حسن کا پاوی اور جو تین بار متعہ کری مرتبہ علی کا پاوی اور جو
چار بار متعہ کری وہ مرتبہ نبی کا پاوی غور کرنا چاہئی کہ چار مرتبہ کی متعہ پلیشت مین جب تین معصوم اور پیغمبر کا مرتبہ
حاصل ہو تو ہمسری پیغمبر کی کسی کی راوی بہول گیا پانچوین مرتبہ بھی کہدیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا پہر کیا حاجت تہی
مقید ہونی کی شترے مہار جو چاہتا سو کرتا مقام انصاف ہی لیکن حضرات شیعہ اس خبر الاوصاف سی صاف
معاف ہین فاعلموا ایہا الخلان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان **قال المجتہد المقام**
اور اگر منسوخ پہلی سی ہوتا تو مالک امام اہلسنت کے نزدیک بہی جایز نہ ہوتا حالانکہ شمس الائمہ سرخسی اور صاحب ہدایہ
اور شارح مقاصد اور صاحب جامع الرموز اور قاضیخان اور صاحب کنز الدقایق اور ملا یوسف اسطی اور صاحب
خزانۃ الروایات اور صاحب فتاوی تاتار خانیہ اور شارح کنز الدقایق اور صاحب حدایق الازہار اور صاحب
تبیان الحقایق اور شارح مختصر وقایہ وغیرہ اپنی مصنفات مین مصرح ہین کہ امام مالک کی نزدیک متعہ حلال ہی **اقول**
بفضل العزیز العلام امام مالک ہرگز مجوز متعہ کی نہین بلکہ اپنی موطا مین یہ حدیث حرمت متعہ کی لائی کہ
اِنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ الْحَكِيْمِ دَخَلَتْ عَلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِيْعَةَ ابْنَ اُمَيَّةَ اِسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ
مُوَلَّدَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَائَهُ فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ
تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ اور مالکیہ باجمعہم قائل ہین کہ متعہ حرام ہی چنانچہ منہج الوفیہ فی فقہ المالکیہ مین موجود ہے
کہ لَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُتْعَةِ وَهُوَ النِّكَاحُ اِلٰى اَجَلٍ بلکہ صاحب تحفہ افادہ فرماتی ہین کہ مالک متمتع پر
حد تجویز کرتی ہین اور ستنا اسکی اسباب مین شہادت علامہ حلی کی کشف الحق مین کیا کم ہی کہ فرماتی ہین ذہبت
الْاِمَامِيَّةُ اِلٰى اِبَاحَةِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَخَالَفَ فِيْهَا الْفُقَهَاءُ الْاَرْبَعَةُ اور اسیطرح احقاق الحق

حاشیہ:
خبر ہوتی تو سنگسار کرتا ۱۲ منہ
یعنی: نہین جایز ہی نکاح متعہ کا اور وہ یہ ہی کہ ایک مدت تک نکاح ہو ۱۲ منہ
یعنی مذہب امامیہ کا یہ ہی کہ نکاح متعہ کا مباح ہی اور فقہای اربعہ یعنی ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کی نزدیک مباح نہین ۱۲ منہ

مین بھی مذکور ہی اب نسبت تحلیل متعہ کی امام مالک کیطرف گویا تخطیہ کرنا شیخ حلبی وغیرہ کا ہی اور ملا زمان جو الاؤن جن کتابون کے
نام یہان مذکور فرمائی اونکی مصنفون نے فقط بہ تبعیت صاحب ہدایہ کے درج کی لیکن مجتہد او سکی ثبوت مین کلام بھی فرمائی چنانچہ
جامع الرموز وغیرہ مین بعد نقل عبارت ہدایہ وغیرہ کی الکہدیا لکن فی ثبوتہ کلام جسکو ملا زمان و الاؤن ابتاع الاسلافہ الکرام
تکثیر استشہاد کی لئی حذف کیا اور واسطی جتانی کم علمون کے بحکم ع تا بدانند درین معرکہ نامستقیم ۞ اس خیانت کا راستہ لیا حیف
اس فرقہ کی نادانی پر کہ باوصف ان خوبیون کے ثقہ جانتی ہین اور دین و دنیا کا امام برحق گردانتی ہین **قال المجتہد القمقام**
اور بعض جو کہتی ہین کہ صاحب ہدایہ وغیرہ نی نقل مذہب امام مالک مین خطا کی سو نہین معلوم کہ اونسی خطا ہوئی یا انسی اگر ظاہر مین تو
خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتی **اقول بفضل العزیز العلام** ابہی تصریح مالک اور مالکیون کے معلوم ہو چکا
کہ یہ حضرات جملا متعہ کو حلال نہین کہتی اور ظاہر ہی کہ صاحب ہدایہ تو حنفی المذہب تھا بموجب تصریح ملا زمان و الاؤن کی سالہ بارقہ ضیغمیہ مین
کہ مذہب ابو حنیفہ را حنفیہ بہتر میدانند و مالک را مالکیہ و مذہب شافعی و احمد را شافعیہ و حنبلیہ اوسکی نسبت قول مالکیونکا احری بالقبول ہی کہ
اہل البیت ابصر بما فی البیت اس صورت مین جو غلطی صاحب ہدایہ کی یہ ہی کہ علمای امامیہ کا قدیم سی معمول ہی کہ کبھی کسی ایک مذہب اہلسنت
مین اپکو متمذہب کرکر ایسی روایتین نقل کر دیتی ہین تا کہ اہلسنت شیعہ او نپر الزام کی قدرت پاوین چنانچہ کشف الغمہ مین لکھا ہی کہ الشیخ
ابا عبد اللہ محمد الکنجی کان یتلبس لاہل السنۃ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ واللہ و اسیطرح شاید کسی
شیعہ نی مالکی بنکر مالک کیطرف جواز متعہ کی نسبت کی ہوگی اس سبب سے صاحب ہدایہ نی دہوکہ کہایا اسیواسطی حواشی ہدایہ اور دیگر
کتب فقہیہ مین تخطیہ صاحب ہدایہ کا موجود ہی لیکن ثبوت خطا بعضی کا ہر کا کسی جگہہ خصوصاً نقل مذہب غیر مین مستلزم ثبوت خطا
دوسری جگہہ مین نہین ورنہ تخطیہ ابن بابویہ قمی کا طہارت تمر مین کہ شیخ ابو جعفر طوسی نے کیا یا تخطیہ شیخ ابو جعفر طوسی کا بحث
جواز مسح بآب جدید مین کہ شیخ بہاء الدین عاملی نی کیا اور بعد بسط مقال کی شرح اربعین مین کہا کہ وغفلۃ مثل ذلک
الشیخ الجلیل عن ہذا عجیب و لکن الجواد قد یکبو و الصارم قد ینبو مانع خطا کا موضع اخر مین بلکہ
سایر مواضع مین ہوگا اور اپنی ہاتہون اپنی پانون پر تیشہ مارنا پڑیگا شاید اسی اندیشی سی والد بزرگوار جناب کی پہلی ہی
کتاب صوارم مین پیش بندی کر گئی کہ کم مذہبی خواہد بود کہ بعضی از روایات بی اصل ماؤل وران نباشد اور بناء بر اسکی عدد
کی جابجا صوارم اور حسام مین تاویل احادیث ائمہ کی کرکر صاحب تحفہ کو جواب دیا ہی پہر ابہ ارشاد ملا زمان جو الاؤن کا کہ اگر
ظاہر مین تو خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتی اندہا دہندہ ہی اس تصریحات فریقین سی در حقیقت خطا صاحب ہدایہ
وغیرہ کی اسبابین معلوم ہوئے اگی آپ مجتہد ہین جو چاہین فرمائین ع فان القول ما قالت حذام **قال المجتہد القمقام**
کہ ملا عبد القادر نی تاریخ بداونی مین لکھا ہی کہ قاضی شیخ حسین قاضی مالکی نی اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اور اکبر بادشاہ

حاشیہ: [illegible] ابو نعیم کی سنی ہونا ثابت ہو ... شافعیہ تقیہ اور فریبا ... ۱۲ ... ایسی ... سو ... اور ... مجانی ہی ۱۲

بہو جب انکی اجازت کے بہت سے متعی کی **اقول بفضل العزیز العلام** یہ بنائ فاسد بر فاسد ہی کیونکہ اول صحت قصہ کی مسلم نہین اکبر بادشاہ مالکی المذہب تہا کہ اوسکی حال پر یہ حکایت منطبق ہو اور بر تقدیر تسلیم جسقدر ملا زمان و الالی بارقہ ضیغمیہ مین عبارت تاریخ بداونی کی نقل کی اوسسی متعہ کرنا اکبر بادشاہ کا ایک مرتبہ یا زیادہ ہرگز ثابت نہین ہوتا یہ آپکا حاشیہ ہی ہان یہ البتہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد رد و بدل بسیار پادشاہ کی خاطر سی بعضی دنیا دار عالمون نی مالک کے طرف نسبت کرکر حکم اباحت کا دیا لیکن اسکا کیا اعتبار شوشتری نے مجالس المومنین وغیرہ مین بعینہ اسیطرح باتین مامون کے خاطر سی اپنی علما کیطرف نسبت کیکر لکہین کہ بعضی علماء شیعہ باوجود علم و فضل کی خلفای عباسیہ کے تالیف کو مسائل شرعیہ مین مساہلت اور توجیہ کرتی تھی پہر جب یہ توجیہ اون عالمون کے اور وہ فعل عباسیون کا شیعون پر حجت نہین تو بر تقدیر ثبوت یہ فعل اکبر بادشاہ کا کہ خلاف ثقلین ہے اہلسنت پر کیونکر حجت ہوگا دنیا پرست لوگ خوشامد اور درآمد کی واسطی بادشاہون سے ایسی باتین بہت کہتی ہاین کیا وہن شریف سے نکل گیا جو بارقہ ضیغمیہ مین آپنی یون فرمایا چہ بحسب مجاری عادات معلوم ست کہ بمقتضای الناس علی دین ملوکہم قلوب اکثر ناس راغب و مایل میباشد برضا جوئی حکام و سلاطین روزگار و بہ طرف جمع نمودن زخارف دنیای ناپایدار پس در وضع اخبار یکہ موافق مرضی حکام باشد استبعادی نیست ف گرہی بہول بہٹک ہی تو اندہیرا ہوگا چار جانب سے بہت آپکو گہیرا ہوگا۔ مقام غور ہی کہ ملازمان و الاحکام اوہ کی خوشنودی کی واسطی کیا کیا اولٹ پہیر کرتی تہی یہانتک کہ قرآن مین نقصان ثابت کر کر سبکو ناقص الایمان بنا دیا بی برکتی سی شہر برباد ہوا کفار کا ہر طرف شور و فساد ہوا مضمون ف وبلدۃ لیس لہا انیس الا الیعافیر والعیس وریش ہی ہر اہل ایمان و لریش ہی امت وہ ابتک نہین ورنے خدا خیر کرتی اپنی جیمین سمجہ جائیں زیادہ منہہ نہ کہلوائ یہین تک ہی وبجی پانچ چار حدیثین حرمت متعہ کی اہلبیت سی مطالعہ کیجی بیہقی نی جناب امیر سی روایت کی قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلعم عَنِ الْمُتْعَةِ وَاِنَّمَا كَانَتْ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلَمَّا نَزَلَ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيرَاثُ بَيْنَ الزَّوْجِ وَالْمَرْأَةِ نُسِخَتْ اور حازمی نے حسن اور عبد اللہ سی اور انہون نے اپنی باپ محمد بن حنفیہ سی اور انہون نے اپنی باپ علی مرتضی سی روایت کی کہ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلعم نَهَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُتْعَةِ اور صاحب تحفہ نی بواسطہ انہین راویون کے حضرت علی سی روایت کی کہ قَالَ اَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُنَادِيَ بِتَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ اور بیہقی نی ابو ذر سی روایت کی کہ قَالَ اِنَّمَا اُحِلَّتْ لِاَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلعم مُتْعَةُ النِّسَاءِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ نَهٰى عَنْهَا اور قسطلانی نی حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی کہ اِنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ هِيَ الزِّنَا بِعَيْنِهِ جیسا اوپر مذکور ہوا اور یہان بہی واسطی برکت کی اعادہ کیا ف اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانَ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهُ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

ف یعنی کیا اجابت ... ان ... یعنی ... سوال ... متعہ ... نکاح ... اور عدت ... بیان ... یعنی حضرت ... یعنی ابن عباس ... پیغمبر خدا ... اور متعہ ... یعنی حضرت علی ... ۱۲ منہ

پیغمبر خدا نی ایکبار کہہ دون مین کہ متعہ حرام ہے ۱۲ منہ

ف یعنی ابو ذر غفاری سے کہا کہ حضرت کے اصحاب پر تین دون تک متعہ حلال رہا بعد اسکے منع ہوا اوسکے ۱۲ منہ

ف یعنی پہر کر ذکر نعمان کا کہ وہ ذکر ہماری حق مین مشک ہی جسقدر اوسکو بار بار کریگا زیادہ خوشبو دیگا ۱۲ منہ

اب حضور والا فرمائیں کہ اکبر بادشاہ نے کہاں متعہ کیا اور مالک نے کیونکر حلال کہا اور راوسکو حضرت عمر نے حرام کہا یا خود
جناب پیغمبر نے ہوش کی باتیں کیجئے اگر متعہ حلال ہوتا اور اجر یا زجر اوسکا جیسا خلاصۃ المنہج والی نے لکھا کہ ممتوعہ کے بوسی لینی میں
حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہی اور ہر لذت اور شہوت کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہی اور جو بغیر متعہ کے مر گیا قیامت کے دن بدشکل اوٹھیگا اور ناک
اوسکی کٹی ہوگی تو بیشک ائمہ اسسے باز نہ رہتے گیارہ اماموں میں کسینے متعہ نہیں کیا علی الخصوص جناب امام حسن کہ باعتراف صاحب
مجالس المومنین وغیرہ کے بیشتر نکاح کرتے اور طلاق دیتے یہانتک کہ حضرت امیر لوگوں کو فرماتے کہ اپنی لڑکیوں کو اسکی نکاح میں ندو
کہ مرد مطلاق ہی یعنی بہت طلاق دیا کرتا ہی اسیسے کنارہ کشی نکرتے کہ بہت سہل تھا ہم خرما و ہم ثواب پہر باز رہتے ہیں ان
اماموں کے اعمال اجر اور اشتمال زجر لازم ہی یا نہیں معاذ اللہ جھوٹھوں نے یہ حدیث بناکر اس حرام کاری کو اماموں کی طرف منسوب کیا
اور اونکی نفسدا ما مشہور بنالگایا ع دوستی بیخرد خود دشمنیست ← انصاف شرط ہی بے انصافی خوب نہیں ان اللہ لا یہدی
القوم الظلمین تتمہ جب نوبت کلام کی یہانتک پہونچی تو دریافت کرنا ہے بات کا ضرور ہی کہ بفحوای یہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا
اور بمودای عظیمہ ولا تبذر تبذیرا افراط اور تفریط ہر چیز کی دین میں ممنوع ہی کہ اوسکی مرتکب کو انہ لا یحب المسرفین
وان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ارشاد فرمایا ہیو سطی حدیث شریف میں ما قل وکفی خیر مما کثر والھی
بھی آیا سو یہ دونوں امر مذہب شیعہ میں بہت مروج ہیں خصوصا لذات نفسانیہ کی باب میں کہ ترک نکاح کو باوجود خواہش کے
مستحب جانتے ہیں یہ نہایت مرتبہ تفریط کا ہی اور فعل سفاح کو باوجود نہ خواہش کے واجب سمجھتے ہیں یہ نہایت مرتبہ افراط کا ہی
اس قوم نے ترنگ بازی اور استعمال نجاسات میں درستی رازی اس حد کو پہونچائی کہ کوئی کام عبادات اور عادات کے اسی خالی نہیں
بیان سے شرم شرماتی ہی یہ نہیں شرماتی سوای متعہ محرمہ کی انکی بزرگوں نے ایک متعہ دوریہ نکالا ہی کہ دس بیس آدمی ملکر ایک
عورت سے متعہ کریں اور اپنی اپنی باری اوسکی ساتھ رہیں مصائب النواصب والا لکھتا ہی کہ یہ حکم اوس عورت میں ہے جسکا حیض منقطع
ہوچکا ہو جامع عباسی میں ہے کہ اپنی لونڈی کو کسی کے حلال کر دینا درست ہی اور بعض اور مباحات لکھا کہ یہ خواص فرقہ ناجیہ
اثنا عشریہ سے ہی ارشاد الاذہان میں ہی کہ اپنی لونڈی یا ام الولد یا مدبرہ کا کسی پر مباح کر دینا منع نہیں استبصار میں ہے
کہ عاریت دینا فرج کا روا ہی اور بالاجماع وقف کرنا فرج جاریہ کا شیعہ کے مذہب میں درست ہے اور خرچی اوسکی نوشجان کرنا
حلال طیب جمع الحلی پر المذہب استبصار میں ہے کہ عورت کے دبر میں کرنا مضائقہ نہیں کلینی وغیرہ میں لکھا ہی کہ عورت کو برہنہ کر
اوسکی ستر کا دیکھنا بہتر اسی لذت نہیں حلیۃ المتقین میں ہے کہ بوسہ لینا فرج کا درست ہی ایک شیعہ معتبر نے میرے روبرو کہا
کہ شرایع کے شرح میں لکھا ہی کہ عورت کے فرج پر تیمم کرنا مضائقہ نہیں خلاصۃ المذہب وغیرہ میں ہے کہ جنسی لونڈو نکی فلان کے
تو اوسکے وجوب غسل اور فساد صوم میں تردد ہی شرایع میں ہی کہ کہانا پینا حالت نماز میں منع نہیں استبصار میں ہے کہ میں

نماز مین خصیون سے کہیلنا حرام نہین اور یہ مسئلہ تو انکی یہان مشہور ہی کہ اگر کوئی بیضرورت برہنہ ہوکر ذکر اور خصیتین پر مٹی
لگالی اور نماز پڑہی تو ہوسکتا ہی ابو جعفر طوسی وغیرہ نی لکہا کہ اگر مصلی عین نماز مین خوبصورت عورت سے لپٹی اور نعوظ پیدا ہوا اور
ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے رکہا اور مذی بہت سے نکلی نماز اوسکی صحیح ہی من لا یحضرہ الفقیہ مین ہے کہ جس کپڑی مین شراب یا سور کے
چربی لگی ہو اوسمین نماز مین حرج نہین جامع عباسی وغیرہ مین ہی کہ نجاست خشک حیوان یا گوہ خشک انسان پر نماز پڑہی تہذیب مین ہے
کہ اگر مصلی نی بعد فراغ نماز کی اپنی کپڑی مین انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکہا یا منی اور خون سے آلودہ پایا نماز مین خلل نہین
استبصار مین ہے کہ دخول فی الدبر مین اگر انزال نہوا تو مرد پر غسل لازم نہین اور عورت ہر حال مین پاک ہی ابن مطہر نی منتہی مین
باجماع شیعہ لکہا کہ جس پانی سی استنجا کیا اور اجزای نجاست کی پانی مین ملگئی اور منتشر ہوئی تا آنکہ وزن پانی کا زیادہ ہوا
وہ پانی پاک ہی صاحب تحفہ نی لکہا کہ شیعہ کی نزدیک اگر پیشاب کرنی مین اوٹہی یا موچہہ یا رخسارہ یا بدن پر کچہہ قطرہ
بول یا مذی کی اوڑ کر پڑی تو دہونی کی حاجت نہین نماز درست ہی اور اسیطرح اگرچہ بچہ مین کہ گوہ غلیظ بہرا ہی غوطہ
لگایا اور جرم نجاست کا اوسکی بدن پہ نہین تو بے دہوئی نماز ہو جاتی ہی اور اگر آش بقدر تین پاو کی پکاوین اور اوسمین
ایک پاو دم مسفوح ملاوین یا گہوڑی یا گدہیکا پیشاب ڈالین تو وہ نجس نہین حلال ہی اخ تہوع ہست ہر گندہ پزی کند
اور جو پانی کہ بقدر کر کی ہو اور اوسمین آب استنجا اور خون اور حیض اور مذی اور ودی اور بیٹ جانورون کے بیشمار پڑی ہون
اور گہل مل گئی ہون اور کتی نی سے بچے اوسمین پیشاب کیا ہو اگر اوس پانی سی آش یا فالودہ بناوین اور روزہ افطار
کرین تو کچہہ قباحت نہین حلی نی تذکرہ مین لکہا کہ جس روٹی کا خمیر پانی نجس سی بنا وہ روٹی پاک ہی الغرض یہ مشتے
نمونہ از خروارے و اندک از بسیاری ہی کہ حضرات شیعہ باوجود دعوی اتقا اور طہارت کیسے امر فسق اور نجاست
مین مبتلا ہین اور اپنی عیب پوشی کو ایمہ طاہرین کے طرف نسبت کرکر اونکی دامان پاک کو اس سے ناپاک سے آلودہ کرتی ہین
ع بدنام کنندہ نکو نامی چند ٭ وہہنا قد تمت الرسالۃ و اختتمت المقالۃ جناب اجتہاد مآب سلطان العلما کے
خدمت سراپا بجہت مین عرض ہی کہ اس فقیر پر تقصیر کو ہرگز اس تحریر کا خیال نتہا لیکن بحکم الامر فوق الادب بموجب ارشاد
فیض بنیاد کی اتفاق تسوید کا پڑا الحمد للہ کہ الحق یعلو و لا یعلی حق غالب آیا اب یا تم بہی یا تسلیم کی بہی اگر آپ
یہ عادت چہوڑینگی تو ہم بہی تحفہ سوڑینگی ؎ جوان مردان نتابند از سنان رو ٭ ہمین
میدان ہمین چوگان ہمین گو ٭ رب انصرنی بما کذبون ٭ فقط

؎ ای رب میرے مدد کر کہ اونہون سے
مجہکو جہٹلایا ۱۲ منہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلامه على نبيه المصطفى وعلى الذين اتبعوه وكانوا اخوان الصفا وبعد فهذه وريقات مترجمة بلمعات الثقلين في اثبات حديث الاقتداء بالشيخين حررتها امتثالا لمن لا يسعني مخالفة امره ولا يحصي علو موافقته اشرة (؟) البيلمعي الغطمطم والاوذعي الخضرم القميم اليمة بالشمال والفطين المتين والجال (؟) لطر الطمطام حلين الجود والجبر لمعام في الوجود ومعدن الحيا كرم الامجد مولانا نظام الدين احمد المعروف بصاحب المودود بن الجشتي ابقاه الله مصروفا الى الخير والمواهب وهي مقصورة على مقدمة وذيل وثلث لمعات وخاتمة وتتمة ليدل الى اصحاب الخلافيات متوكلا على الله المعبود فها انا اشرع في المبادي والمقصود مقدمه دربيان تمهيد كيفيت صحت حديث اقتدا بشيخين رضي الله عنهما بر ضمائر اولو البصائر مخفي ومستتر مباد كه بر شهادت اقتدا بحضرات ثلثه لاسيما جناب شيخين دفتر دفتر زبر بينات وسفر سفر مويدات كه نزد حق انديشان موجود هست بحيثيكه صرف وابجاه آن برغير ايشان هم چو الشمس على رابعة النهار اشتهار دارد بجمله آن محتج به حديث اخصر اقتدوا باللذين من بعدي ابي بكر وعمر است كه باعتبار مفهوم خاص بامن بتر تشخص اختصاص باقيه يعني دليل صريح است بر اينكه اقتدا وتبعيت شيخين مامور ومشار جناب خير البشر است وباوجود ايشان اقتدا وتاسي بغير ايشان محتمل خطر خطير چرا كه اقتدوا بصيغه امر مخاطب ارشاد شده وصيغه امر بطريق حقيقت امر مفيد وجوب پس اقتدا شيخين كه بطريق امر است مفيد وجوب شد بسبب همين نزد اهل سنت وجوب ثابت نيست كه جناب رضوي

[illegible]

اذین اقتدائی با مو بنوی گاهی استنکافی یا استکراهی داشته باشند حاشا و کلا فما ظنک بمن هداه رضی عنه
تمنی سوء الله لکن مخالفان بیسواد از رهگذر فرط تعنت و عناد که در پرده اسلام با اهل اسلام دارند این چنین افعال
واحوال جناب اقدس را بحجاب تقیه میگذارند و هرگاه تاویل تقیه گنجایش ندارد دکر توجیهات رکیکه در ابطال تقسیم
احادیث صحیحه میبارند برای صدق این قال المؤذی حی است که درین زمان شورش عنوان یکی از معاصرین شیعی مذهب
خدشات چند برین حدیث اقتدا قلم بند کرده نزد بعضی احبا ابلاغ داشته چون حسب فرمایش مولانای مذکور بصدد
ابطال آن باطل مسطور است اولاً نقل عبارت پرخسارتش درینجا حاضر در تا در فهم و افهام کلام جانبین سهولتی رو نماید
فهاهم اقروا کتابه و تشتتوا علیه عتابه و هو هذا بسم الله الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد
مخفی مباد که باعتراف ثقات مخالفین بدریافت رسیده که نزد ایشان سندی برای اقتدا شیخین بالاتر از اقتدوا باللذین
من بعدی ابی بکر و عمر دگر نیست و لهذا در مجامع عوام خواص ایشان بتقدیم این حدیث افتخار تمام دارند حالانکه از قدیم الایام
این حدیث مخدوش آمده است هر چند نقل آن خدشات استیفاءً درینجا بطول میکشد اما پنجمه خدشه عمده التفاسیر وانکه
اهل بصیرت میباشد پس این حدیث ایشان مخدوش است بچند خدشه خدشه اول آنکه مامون رشید در عهد خلافت خود
مجلسی ترتیب داده بحضور جناب امام رضا ع م درین حدیث با مخالفین کلامی دقیق کرده بدین سطور که ان هذین الرجلین
یعنی ابا بکر و عمر لا یخلو من ان یکونا متفقین من کل جهة او مختلفین کذلک فان کانا متفقین من کل
جهة کانا واحداً فی العدد والصورة والجسم وهذا معدوم ان یکون اثنان بمعنی واحد من کل
جهة واذا کانا مختلفین فکیف یجوز الاقتداء بهما وهذا تکلیف ما لا یطاق لانک اذا اقتدیت
بواحد خالفت الآخر والدلیل علی اختلافهما ان ابا بکر سبی اهل الردة وردهم عمر احراراً
واشار عمر الی ابی بکر بعزل خالد بقتل مالک بن نویرة فابی ابو بکر علیه واستخلف ابو بکر ولم یفعل
ذلک عمر وحرم عمر المتعتین ولم یفعل ذلک ابو بکر ونظائر کثیرة وکدام از حاضرین اهل سنت که
کبار وقت خود بودند از عهده جواب بر نیامدند واین معنی در کتاب عیون اخبار بتفصیل مذکور است من شاء فلیرجع
الیه خدشه دوم آنکه بعد مامون علما را چند شبهه دگر دارند از انجمله صدوق در کتاب مذکور بعد نقل کلام مامون
میفرماید که لم یذکر المامون بحجة علی خصمه انهم لم یرووا ان النبی ص قال اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر وانما
رووا ابو بکر و عمر ومنهم من روی ابا بکر و عمر فلو کانت الروایة صحیحة لکان معنی قوله بالنصب
اقتدوا باللذین من بعدی کتاب الله والعترة یا ابا بکر و عمر ومعنی قوله بالرفع اقتدوا ایها الناس

وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بِاللَّذَيْنِ بَعْدِي كِتَابَ اللهِ وَالْعِتْرَةَ انتهى پس برین هردو تقدیر مدعای مخالفین ناتمام است
و از آنجمله آنکه اگر این حدیث صحیح باشد و نص بر امامت شیخین بود پس حدیث اِهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ
ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ و حدیث نجوم باعتراف اهل سنت هم صحیحست باید که بر امامت عمار و عبد الله ابن مسعود خصوصاً و دیگر
اصحاب که شامل حدیث نجوم اند عموماً نیز نص باشد فَمَا وَجْهُ تَخْصِيْصِ الْاِقْتِدَاءِ بِالشَّيْخَيْنِ لَا ثُمَّ مَا جَنَيْنَا تَعَارُضًا
فَتَسَاقَطَا و از آنجمله آنکه اگر این حدیث صحیح بود چرا ابو بکر در سقیفه احتجاج باین ننمود و بحدیث الائمة من قریش تشبث
و چرا بعض کس مثل ابو سفیان و پسرش معاویه بمخالفت ابو بکر و عدم صحت خلافتش قایل شده عرضه بجناب امیر رسانید
كه عَلَيْكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ بِاَذَلِّ بَيْتٍ فِيْ قُرَيْشٍ اَمَا وَاللهِ لَاَمْلَاَنَّهَا خَيْلًا وَرِجَالًا اِنْ شِئْتَ چنانکه این روایت را
صاحب استیعاب مالکی نیز آورده و از آنجمله اینکه مجتهد علام در عماد الاسلام رقم فرموده محصلش اینکه حدیث اقتدا محتمل است
زیرا که هیچ بیان نفرموده اند که در چه چیز اقتدا بشیخین باید کرد و اینجا گمان میرود که شاید سبب این حدیث آن باشد که گاه
حضرت پیغامبر ببعضی از طرق میرفت و شیخین بر عقب شریف بوده باشند و بعضی از اصحاب از راه سوال کرده باشد که سلوک
آن مستلزم لحوق بآنحضرت بود آنحضرت فرموده باشند که اقتدا بشیخین باید کرد تا شما بمن خواهید رسید **خدشه سوم**
آنچه باین قاصر عارض شده که صحت این حدیث فرع ثبوت فضیلت و خلافت شیخین است و تا حال ثبوت این هردو امر محال از
ثقلین بصحت نرسیده نه صراحة نه اشارة پس چگونه اقتدا بشیخین صحیح شود چون وقت تنگ است و نظر باختصار بر همین
قدر اکتفا رفت اگر در خانه کس است حرفی بس است وَالْعَاقِلُ يَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ وَالسَّلَامُ انتهى كَلَامُهُ وَلَا يُلْحِقُهُ
مَلَامُهُ ~~بیت~~ تمام خدشهای بگراه ٭ کز وصمت اوست روی اجابتش سیاه ٭ در ذیل کنیم رفع این خدشه هیچ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ٭ ذیل اقول بحول الله وقوته که از قدیم الایام پیش نهاد این فرقه پر تفرقه است که باین
قسم سخن بنا نهاده مایه حسن عقیدت از دست جاهیل و عوام اهل سنت می برند نه بینی که در مقدمه فدک و قرطاس
و عقد ام کلثوم و صحت کمال قرآن مجید چها خدعها که نمی کنند آخر یا چون سراسر خدعیلات باطلة و تاویلات عاطله
میباشد راه فروغ نمی یابد وَكَفَاكُمْ شَاهِدًا اَيُّهَا الْاَحْبَابُ لِصِدْقِ هٰذَا الْمَقَالِ مَا اَقُوْلُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ
وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اولاً عقل سلیم کی باور کند که آن قاتل فاجر و شمر بن برای تقرب امام علیه السلام این قسم
انعقاد بزم و تهیه اهتمام بظهور آورده باشد و الآخر کار آن امام عالی مقدار را چرا شربت شهادت چشانیده حصب
جهنم شده بر تقدیر فرض محال گاه اطفال اهل سنت تا حال از التفات باینهم خرافات جانسی و ارند اگر کبرا ی ایشان
بملاحظه عدم لیاقت مخاطب توجهی نکرده باشند که از استجابت آن دلیل برین ع که یعنی بر نیوچگونه مامون

همین یکحرف بس ست که جناب امام بعد استماع این کلام هیچ کلمهٔ تحسین مرحبا و آفرین نفرمودند و یکدام لفظ زهی و حبذا ادا نفرمودند درینصورت جهلانرا چه ضرور بود که خواهی نخواهی حد ادب گذاشته باب لِمَ و لانُسَلِّم بازمیدادند و چونکه یفضول من برآید مراد رد وی سخن گفتن نشاید و معهذا چون مقام خطابی است و وقت امتحان یقین جازم است که شیعه مجادلین برین قدر جواب اجمالی قناعت نخواهند ورزید مناسب تر آنست که بحکم مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهُ لَا یُتْرَکُ کُلُّهُ بقدر وسعت وقت و دستگاه و فرصت جواب تفصیلی هر سه خدشات مزبوره بضمن هرسه لمعات مذکوره حوالهٔ قلم انصاف رقم شود تا مخاطبین حل هر یکی مشکل نمایند و زبان بهرزه درائی نگشایند و الله الموفق و المعین لمعهٔ اول در دفع خدشهٔ اول باید دانست که این احتمالات مامون و غیرهم مونه مدعون مقبول و متلقی بالقبول نیست بسه وجه یکی آنکه دعوی حصر احتمال در اثنین مسلم نیست چه بداهت عقل بابدار احتمالات آخر فوق الاثنین حاکم صریح است کما اختیار همان ایجد شات افزیل مرتج تقریرش آنکه در حدیث اقتدا این هر دو مقتدایان یا متفق اند یا مختلف و علی کلا التقدیرین اتفاق و اختلاف ایشان یا از کل جهت است یا از بعض جهت یا کل از یک جهت و بعض از جهت دیگر و هرگاه این ثلثهٔ اخیره را در دو سابقه ضرب کنند ارتقای احتمالات حاصله تا بشش میرسد الاوّل اَنْ یَکُوْنَا مُتَّفِقَیْنِ مِنْ کُلِّ جِهَةٍ وَالثَّانِیَةُ اَنْ یَکُوْنَا مُخْتَلِفَیْنِ کَذٰلِکَ وَالثَّالِثَةُ اَنْ یَکُوْنَا مُتَّفِقَیْنِ مِنْ بَعْضِ الْجِهَةِ وَالرَّابِعَةُ اَنْ یَکُوْنَا مُخْتَلِفَیْنِ کَذٰلِکَ وَالْخَامِسَةُ اَنْ یَکُوْنَا مُتَّفِقَیْنِ مِنْ کُلِّ جِهَةٍ وَمُخْتَلِفَیْنِ مِنَ الْبَعْضِ وَالسَّادِسَةُ بِالْعَکْسِ پس این گزارش شیعه حالا احتیار نکنم هر دو احتمال اول که توقف محذور نیست تا استحاله نامون پیرامون گردد بلا اختیار کنم یکی از احتمالات باقیه سوای رابع در حقیقت سپاه ارادهٔ هر واحد از آنها متمم تقریب است و لو کان بعضها موافقًا بالمطلوب فی بعضها اوفق به پس بر تقدیر احتمال ثالث و رابع ظاهر است که شیخین متفق اند مثلا در استحقاق اصل خلافت مطلقا و مختلف اند باعتبار مراتب شرف چرا که احد هما مرتبهٔ صدیقیت دارد و آخر مرتبهٔ شهادت و ظاهر است که مرتبهٔ صدیقیت ارفع است از مرتبهٔ شهید لهذا در کتاب مجید صدیقیت را تحت نبوت و فوق شهادت ترتیب داده ارشاد میفرمایند که وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا و اینجا نظایر کثیر است که بادنی تامل منکشف توانند شد و بر تقدیر احتمال خامس امر بسیار روشن است چه میتوان گفت که شیخین من حیث اصل الایمان بالله و رسوله و دیگر امور اعتقادیه من کل الجهة متفق اند من حیث الفرع یعنی امور اجتهادیه من بعض الجهة مختلف و یکی از این بعض جهت همان بعض جهت است که مامون آنرا هم خود دلیل اختلاف گردانیده فافهم الکنون صدق جمیع این احتمالات مختاره حسب ارشاد علما و حکمت که اگر

دو ذات باعتبار دو جهت یا زیاده جمع آیند و بهم رسند گنجایش دارد و حاصل مقدمات مرتبه فلسفیه مامون از تسرتایا سنا صل و اگر تسلیم کنیم که اختلاف دو شخص شافوق باعتبار جهات مختلفه منافی اتفاق ایشان باشد راه نجات بار دیگر تنگتر خواهد گردید و سیاق تقریره فانتظر منقشا دوم آنکه دلیل اختلاف که بلفظ والدلیل علی اختلافهما آورده بسیار زیرا که قولش که اِنَّ اَبَا بَکْرٍ سَبیٰ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَرَدَّهُمْ عُمَرُ اَحْرَارًا در کتب معتبره بنظر نیامده بلکه اگر هست همین قدر است که صدیق اکبر چون در باب مقاتله مرتدین که منکر فرضیت زکوة شده بودند با اصحاب رسول مشوره معقول نمود جناب فاروق حدیث اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ را پیش فرمود پس صدیق بکلمه وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ سخن سنج شد تا آنکه فاروق بلفظ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَیْتُ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ زبان صدق بیان کشود پس در حقیقت این اختلاف اختلاف نیست چرا که هرگاه اختلاف یک شخص بنفسه در قول خود پیش بود وقت منافی اتفاق و وحدت او نمیشود فکیف اختلاف دو شخص که ببعض جهت مختلف باشند کما مر منافی اتفاق و وحدت شان تواند شد و سلمنا که این اختلاف اختلاف است لیکن انجام کار باتفاق گرایید و مخالف لفظ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ فرماید در منصوره شد چه تسلیم اختلاف تصور توان کرد ؎ چشم بداندیش که برکنده باد ؛ عیب نماید هنرش در نظر ؛ و همچنین است حال استدلال ثانی چرا که مالک بن نویره مردی نو اسلام در سابق با خذ صدقات نواح بطاح معمور بود و بسبب ضعیفیکه در ایمان او ثبت با استماع خبر قیامت اثر وفات سرور کائنات رخصت لوازم شادی مثل حنابندی و دف نوازی بزنان عشائر خود داده بود و صدقات ماخوذه از قوم بایشان رد نموده گفته بود شاد باشید که باری از مونت ایمرور ها شدید خالد بن ولید بعد از فراغ مهم طلیحه چون متوجه آن دیار شد ناگاه بهمان مالک گرفتار آمد و با خالد در مقام سوال و جواب در حق پیغمبر این کلمه بر زبان راند که قَالَ رَجُلُکُمْ اَوْ صَاحِبُکُمْ کَذَا و این اضافت بسوی اهل اسلام نه بخود شیوه کفار زمان بود خالد بجرد استماع این ادای ارتداد مالک را بقتل رسانید هرگاه خبر بمدینه سکینه در آمد فاروق اعظم ابوقتاده دانست که این قتل بیجا واقع شده بحضور صدیق حاضر شده اشاره بعزل خالد فرمود صدیق این امر را بر تحقیق داشته و قتیکه خالد از آنجا دو مراجعت نمود تفتیش این ماجرا فرمود آخر حق بجانب خالد قرار گرفت فاروق هر حسن تدبیر صدیق آفرینها گفته باز خلعت امیر الامرائی کشمت در بانید است مجمل کیفیت این ماجرا حالا اهل انصاف فرمایند که این اختلاف اختلاف است یا اتفاق بخلاف و عدم تحقق اختلاف در استدلال ثالث ظاهر است چرا که نمودن چیزی دیگر است و منع نمودن از آن چیزی دیگر اختلاف وقتی متصور باشد که ابوبکر امر باستخلاف میکرد و عمر امر باتفاق

نمیکرد تا آنکه ابو بکر استخلاف کرد و عمر استخلاف نکرد و الا لازم آید که سبط اکبر با جناب حیدر صفدر هم اختلاف کرده باشد چه بعد بیعت
که جناب مرتضوی حسن مجتبی را با استخلاف گذاشته و جناب ایشان کسی را باستخلاف قبول نداشته باقی ماند استدلال خلاف
چهارم که آنرا ماموں بابت متعتین یعنی متعة النساء و متعة الحج متوجه گردانید پس آن هیچگونه در خصوص متع چه نمیتواند شد
چه شیخین در جناب خاص اینقدر اختلافیکه مذکور شد هم نداشتند اما در اول پس از آنکه از عهد پیغمبر آیه فمن ابتغی
وراء ذلك فاولئك هم العادون و بحدیثیکه از جناب امیر مرویست که انّ رسول الله اذن انادی
بتحریم المتعة این متعه را حرام میدانستند بحدیکه صحاح شیعه مثل استبصار هم بر حرمت آن شاهد است حیث قال فیه
عن علی ع قال حرم رسول الله لحوم الحمر الاهلیة و نکاح المتعة هر چند صاحب استبصار برای ابله فریبی
این روایت را بر تقیه حمل کرده لیکن معلوم نیست که مراد او از ان تقیه رسول است یا تقیه راوی بهر صورت محذوریکه لازم
می آید بر احدی پوشیده نیست و اما دوم پس از آنکه متعة الحج که عبارت است از عمره کردن همراه حج در یک سفر در اشهر حج
بی آنکه بخانه خود رجوع کند پس نسبت تحریمش بر عمر افترا است آری عمر افراد حج و عمره را اولی میدانست از قران و تمتع
بدلیلیکه بجای خود مذکور است و اگر متعة الحج عبارت است از فسخ حج بسوی عمره و خروج از احرام حج با فعال عمره پیش
متعه تا حلال نزد شیعه هم مطلقا واجب نیست بلکه مندوبات است و بس قال فی شرح اللمعة یجوز لمن حج
کان مفردا العدول الی عمرة التمتع اختیارا و هذه هی التی انکرها الثانی انتهی و نزد اهلسنت
بعد آنکه بنا بر مصلحت دفع زعم جاهلیت که کفار اشرار عمره را در اشهر حج از افجر فجور میدانستند مباح شده بود باز بحکم
واتموا الحج والعمرة لله و بامر نبوی کما اخرج النووی حرام شد نه آنکه عمر حرام کرده آری عمر در زمان خود مؤکد
این حرمت بوده است کما فی النووی شرح المسلم ان المتعة التی اختلفوا فیها انما هی فسخ الحج الی العمرة
ولهذا کان عمر یضرب الناس علیها ولا یضربهم علی مجرد التمتع ای العمرة فی اشهر الحج انتهی پس معنی
قول حضرت عمر که متعتان کانتا علی عهد رسول الله و ابی بکر و انا انهاهما و احرمهما علی اختلاف الروایة
همین است که انا اوکد و ابین حرمتهما زیرا که از کلام عمر ثابت نمیشود مگر بودن متعه در زمانین و از ان لازم نمی آید
که موصوف بوصف حلیت بوده باشد تا بقاء حکم حل آن لازم آید چرا که نهی آن هر دو از ثقلین ثابت است لما سبق
پس غرض عمر ازین کلام خود مثل آنست که نحن من درد دلهای شما موثر است زیرا که خلیفه وقتم و تشدد من بعد درین معلوم
شما است نباید که درین امور کار تساهل کنید چه فساق عوام و اوباشان انام نهی قرآن و حدیث را چندان بخاطر
نمی آرند الحجا حکم سلطانی باید و لهذا گفته اند ان السلطان یزع اکثر مما یزع القرآن پس اضافت نهی بسوی

خود برای این نکته است و عجب نیست که این اضافت بجهت آن باشد که جناب نبوی بمعاینه شناعتها ئیکه در متعه است
چون اضاعت نسب و وقوع مباشرت احیاناً با مادر و خواهر و دختر و اصول و فروع اینها چنانکه صورتش در تحفه
وغیره مفصل مذکور است و در اینجا بجهت غرابت مقام متروک و مهجور مثل تحریم خمر بمشوره حضرت عمر حرام کرده باشد
و لهذا در مقام فخر این کلام بیساخته بر زبان فیض ترجمانش گذشت هذا والبسط فی المبسوطات پس ازین تقریر
واضح شد که این هر دو متعه چنانکه در عهد پیغمبر حرام بوده در عهد ابو بکر نیز حرام بوده اما بسبب شیوع در عهد عمر
بیان حرمتش بنهایت تشدد و تاکید یافت پس قول مامون که حَرَّمَ عُمَرُ الْمُتْعَتَيْنِ وَلَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ بِجَامِعِهِ
وَاللّٰهِ مَا هٰذَا اِلَّا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ سیوم آنکه سلمنا که این دعوی دلیل مامون محفوظ و مامون از مناقشه است لیکن
این قسم استدلالات که باستیصال مذهب مامون و سایر شیعه از ثقلین میکند چرا ازان اغماض نموده اما القرآن فقوله تعالی
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ الآیه در عیون اخبار رضا بارشاد رضا آورده که مراد از
اولی الامر اهلبیت اند پس برین تفسیر بنا بر مقررات قوم با وجود فائض الجود جناب امیر سوای ایشان دیگری فرد کامل
این اطاعت متعین نمیتواند شد برین تقدیر در اینجا هم همان شقوق مامون بر مامون حرفاً بحرف منقلب است چه مامون
گفت که اِنَّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ الْمَكُوْمَيْنِ لَا يَخْلُوْ مِنْ اَنْ يَكُوْنَا مُتَّفِقَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ اَوْ مُخْتَلِفَيْنِ
كذلك فَاِنْ كَانَا مُتَّفِقَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ كَانَا وَاحِدًا فِي الصُّوْرَةِ وَالْجِسْمِ وَالْعَدَدِ وَهٰذَا مَعْدُوْمٌ اَنَّهُمْ
اِثْنَانِ بِمَعْنٰى وَاحِدٍ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ وَاِنْ كَانَا مُخْتَلِفَيْنِ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ فَكَيْفَ يَجُوْزُ اِطَاعَتُهُمَا وَهٰذَا تَكْلِيْفُ
مَا لَا يُطَاقُ لِاَنَّكَ اِذَا اَطَعْتَ الْوَاحِدَ خَالَفْتَ الْاٰخَرَ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى اِخْتِلَافِهِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ النَّارِ وَهٰذَا مَرْوِيٌّ عَنْ اَهْلِ الْبَيْتِ ع م وَعَلِيٌّ خَالَفَ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى اَحْرَقَ لُوْطِيًّا
قَالَهُ شَرِيْفُ الْمُرْتَضٰى فِيْ تَنْزِيْهِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَقَامَ عَلِيٌّ حَدَّ السَّرِقَةِ عَلَى الصَّبِيِّ الْغَيْرِ الْمُكَلَّفِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ
لَمْ يُقِمْ عَلَيْهِ حَدًّا لِمَا رَوَتِ الشِّيْعَةُ عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ
الْحَدِيْثَ وَخَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ قَطْعِ يَدِ السَّارِقِ مَعَ اَنَّ السَّارِقَ كَانَ مُقِرًّا بِسَرِقَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ
بَابَوَيْهِ فِي الْفَقِيْهِ وَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةَ دَرَاهِمَ اِلٰى عَلِيٍّ لِيَشْتَرِيَ بِهَا طَعَامًا
لِاَهْلِ الْبَيْتِ فَلَمْ يَشْتَرِ وَاَعْطَاهَا السَّائِلَ ذَكَرَهُ ابْنُ بَابَوَيْهِ فِي الْاَمَالِيْ وَهٰذَا نَظَائِرُ كَثِيْرَةٌ و اگر ازین
در گذریم و بآیه مباهله که مراد از انفس در آنجا حسب قرار داد صاحب عیون وغیره ذات جناب مرتضویست
متوجه شویم باز هم همان آش در کاسه اما حدیث اقتدا که متنازع فیه است صاحب از شیعی بجای ابو بکر

و عمر ابی ذر و ابن مسعود تصحیح کرده درینصورت نیز استبعادات مامون افزون از ان منکیر است چه میتوان گفت که ابوذر
و ابن مسعود اگر از جمله حیثیات متحد باشند لازم آید که اطلاق یکی بر دیگری درست شود و اگر بهمه گر مختلف باشند
البته اقتدای یکی مانع اقتدا بدیگری باشد زیرا که اقتدا بیکی مانع اقتدا بدیگری خواهد بود و دلیل بر اختلاف ایشان
باتفاق فریقین همینست که ابوذر چون سایر صحابه معتقد آن بود که معوذتین از قرآنست و ابن مسعود اعتقاد آن میداشت
که معوذتین هرگز از قرآن نیست بلکه معمول او بود که این هر دو سوره را از قرآن محو مینمود کما نص استاذ الکلینی
فی تفسیر اهل البیت عن ابی بکر الحضرمی قال قلت لابی جعفر ان ابن مسعود کان یمحو المعوذتین
من المصحف قال کان ابی یقول انما فعل ذلک ابن مسعود برایه و هما من القرآن انتهی و نیز مذهب
ابن مسعود در باب زکوة مثل سایر صحابه بوده و ابوذر درینباب با او مخالفت میداشت ذکره القمی فی تفسیره
و اگر ازین همه چشم پوشیم بحدیث ثقلین بر و آریم انقلابی عظیم پیرامون مامون میگیرد بحدیکه راه نجات بر و تنگتر بیشتر از
بیشتر میشود و چه تخالف و تهافت که فیما بین ایمه رو داده چنانکه نبذی از ذکرش درینجا له نمط تحریر خواهد یافت
امری نیست که هیچ تدبیر اخفا توانکرد و لاجرم ایراد اینقسم استبعاد در حقیقت تیشه بر پای خود زدنست الحق در
اینقسم مردم از سابق گفته رفته اند ؎ یکی بر سر شاخ بن می برید ٭ خداوند بستان نظر کرد و دید ٭ بگفتا که این مرد
بد میکند ٭ نه با من که با نفس خود میکند ٭ بالجمله ازین اجوبه تفصیلیه کلیهٔ مادهٔ شبهه مامون منحسم گردید فالحمد لله
الحمید المجید و الآن بعد ذلک فالدافع الدافع و الایراد الایراد و الله یهدی الی سبیل الرشاد
و دویم در دفع خدشهٔ دوم اما ازالهٔ شبهه اول آنکه تسلیم میکنیم که اسامی سامی شیخین درینحدیث بنصب و رفع مروی
چه اکثر کتب حدیث مثل ترمذی و مشکوة و غیرهما و شروح اینها بوجهی اتفاق وارند که ابی بکر و عمر مجرور است بنا بر
بدل از الذین نه منصوب و مرفوع تا حاجت بتقدیر یا حذف عامل ناصب یا رافع افتد دوم آنکه بر تقدیر تسلیم چرا
منصوب بنابر مفعول فعل اعنی مقدر و مرفوع باعتبار خبر مبتدا محذوف نباشد چرا که درین تقدیر کلام
بی تکلف و خالی از محذور است بخلاف آنکه منصوب بتقدیر حرف ندا و مرفوع بنابر ایها الناس قرار دهند زیرا که
درینصورت ورای تکلیف ممنوع صحت آن موقوف بر تسلیم اینست که الذین کنایه از ثقلین باشد و هو ممنوع بعد
درینصورت امر ازین دو حال خالی نخواهد بود که این حدیث اقتدا قبل از حدیث ثقلین ارشاد شده است یا بعد آن بر
تقدیر اول ظاهر است که الذین را کنایه از ثقلین گردانیدن بدان ماند که گفته اند المعنی فی بطن الشاعر حاشا
شان رسول الله عن هذه التعمیات الواهیات و الکلمات الغیر الصریح الدلالات خصوصا

فی امثالِ هٰذِهِ المقامات الخاصّةِ والخطابات العامّةِ ولهذا در حدیث صحیح وارد ست ما تکلم رسول الله
بکلمةٍ الّا اعادها ثلثًا وازینجا ست که چون حسن مثنی ابن حسن مجتبی رضی الله عنهما پرسیدند که حدیث من کنت مولاه
فعلی مولاه آیا نص ست بر خلافت علی فرمود که پیغمبر خدا افصح الناس واوضح الکلام بود اگر بدان خلافت را اراده
مینمود باین عبارت میفرمود یا ایّها الناس انّ علیًّا والی امری والقائم علیکم فاسمعوا له واطیعوا که درین
تصریح کلام بود بخلاف من کنت مولاه که مشحون از ابهام ست انتهی و بر تقدیر ثانی یا ناسخ حدیث ثقلین خواهد بود یا
اول باطل ست زیرا که منافی مدعا فریقین ست دوم یا بیان وتعیین بعض افراد ثقلین ست یا نه دوم نیز باطل
والّا لزم التعارض او النسخ المذکور فثبت الاول وهو الحق یعنی حدیث اقتدا بر تقدیریکه بعد حدیث
ثقلین ارشاد شده باشد هر آئینه برای بیان وتعیین بعض افراد آن خواهد بود گویا ارشاد شده که ای معشر
اقتدا کنید بشیخین بعد از من بمعیّة متصلة که ایشان کاملترین افراد ثقلین اند چه غرض از اقتدا وتمسک بثقلین همین ست
که حکم آنها را بجان ودل تلقی بقبول نمایند وچون مقتدا بودن شیخین از ثقلین ثابت ست کما سیجئ پس هر که اقتدا بشیخین
نمود گویا اقتدا وتمسک بثقلین فرمود ولهذا ثابت نیست که احدی از مامورین از اقتدا بشیخین تمسک کافی دانسته باشد
وحسبک شاهدًا اقتداء علیٍّ بهما ولو کان بالتقیة علی زعم الرفضة بهر صورت این همه سعی بود
شیعه بیکار شد وبقی قصرًا وهکذا مصرًا در حق ایشان راست آمد دشمن مذهب خود خود شوای کور درون
بین چسان می فتد این همه از صدق برون وبر تقدیر تسلیم این کنایه درینجا محذور دیگر لازم ست که در صورت
نصب خطاب بصیغه جمع ومخاطب تثنیه میباشد واین خلاف مقررات اهل بلاغت ست فکیف کلام کسیکه بعد کلام خدا
در اقصی مراتب بلاغت باشد ودر صورت رفع هم ازین قباحت تفصی نیست زیرا که درین وقت اسماء شریف ابوبکر و عمر
بزعم قوم معطوف بر ایها الناس خواهد بود پس تخاطب معطوف علیه بصیغه جمع تخاطب معطوف که دو اند بصیغه مذکور گنجایش
صواب ندارد ونتوان گفت که ندا بشیخین درین هر دو صورت بطریق تخصیص واقع شده تا حجت بر آنها تمام شود زیرا که
تخصیص هم تخصیص فرع صحت وعدم صحت کلام ست هرگاه درین هر دو امر کلام باشد التزام تخصیص جای خود دنبال
و مطلبا که ندا بطریق تخصیص واقع شده لیکن چون معنی ازینا در موضوع له اللفظ تجاوز کرد یعنی اینجا صیغه جمع بسوی تثنیه
بوهی جواز دارد بصورت تجوز پیدا کرد وظاهر ست که تخصیص شبیه بمجاز دون ست از تخصیص آن بحقیقت وچون بر تقدیر
اعنی وهما این تخصیص نوعی حاصل ست زیرا که معنی جز ما وضع له اللفظ استعمال یافته عدول ازین تجمیع وتخصیص آن
بر تقدیر یا وایها الناس تحکم باشد فافهم فانه دقیق اما ازاحه شبهه دوم آنکه نزد اهل سنت مفهوم هر سه حدیث بغا

یکدیگرست چه در حدیث اقتدا امرست باقتدا شیخین و در حدیث آنحضرت که در حقیقت اشارت بخلافت ایشان ا
بدلیل حدیث دیگر که از حذیفه در جامع ترمذی مروی شده قال قال رسول الله صلعم لا ادری بقائی فیکم
فاقتدوا باللذین بعدی ابی بکر و عمر و بعد الشیخ عبد الحق در ترجمه مشکوة تفسیرش باین عبارت میفرماید
که گفت رسول خدا صلعم حالا نیست خود در شما چندان لیدانیم پس لازم است مر شما را که متابعت و پیروی کنید
بعد من بان دو کس که پس از من خلیفه خواهند شد و آن دو کس کدام اند ابو بکر و عمر و در حدیث اهتدوا بهدی
عمار و تمسکوا بعهد ابن ام عبد امرست بسلوک راه عمار بن یاسر و چنگ زدن بر پیمان و اندرز عبد الله بن
مسعود لیکن مقید بقید بعدیت تا دلیل بر خلافت ایشان تواند شد چرا که در صورت ثبوت خلافت ایشان
امر ازین خالی نیست که ایشان یا رو بروی پیغامبر خلیفه باشند و این باطل است باجماع یا بعد آنجناب و این بسبب
ترک لفظ بعدی مفهوم نمیتواند شد پس معلوم شد که مفهوم هر سه مغایرست و هو المدعا و الحمد لله که اهل سنت را
بر مفهوم هر سه حدیث عمل کامل نصیب است اما بر حدیث اقتدا پس بلا واسطه و بالذات عمل میدارند و اما بر حدیث
ثانی و ثالث پس بواسطه و بالتبع زیرا که راه عمار و اندرز ابن مسعود همین بود که اقتدا شیخین بالراس و العین
بلا اکراه و اجبار میکردند و لهذا در کتب اهل حق ثابت است که انچه وصیت کرد ابن مسعود بخلافت ابو بکر بود چه مروی است
که وی وقت انعقاد بیعت صدیق اکبر علی رؤس الاشهاد بیان فرمود که تاخیر نکنیم ما کسی را که تقدیم کرد او را پیغمبر خدا
و همین قسم از جناب امیر نیز بثبوت رسیده و المقام لیس مقام ذکره پس شیعه انصاف را از دست نداده و از
روی ایمان فهم نمایند که در اینجا بنا بر مذهب اهل سنت چطور تعارض متعارض میشود که کلام ما و انصار رضا قطعا
رو و باقیماند حدیث نجوم پس ظاهر است که مدلولش جهت عموم و اختیار دیگرست و مآل حدیث اقتدا بسبب خصوص
و اضطرار دیگر درین هنگام چگونه یکی مر دیگر را معارض تواند شد و سلمنا که معارض است لیکن در صورت خصوص حدیث
اقتدوا باللذین بعدی ابی بکر و عمر و ابن مسعود موافق تصحیح صاحب از هار شیعی کما مر بحدیث ثقلین معارض است
و در صورت عموم این حدیث نجوم نزد شیعه تصحیح امام رضا نیز در عیون اخبار موجود است که سئل الرضا عن قول
النبی صلعم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم فقال هذا صحیح یرید من لم یغیر بعده
و لم یبدل انتهی پس مراد ازین اصحاب یا جمله اصحاب اند عموما در صورت این حدیث مذکور هم معارض شد
بحدیث ثقلین و هم بحدیث از بار که ذکر یافته و اگر مراد ازین اصحاب صرف آن اصحاب اند که تغییر و تبدیل از ایشان
صدور نیافته پس اگر آن اهل بیت اند فقط لازم می آید صدور تغییر و تخلف از اهل بیت چه تخالف ظاهر با جناب امیر تصور

در باب کنیز حبشیه باعتراف الشیخ فی علله و تخالیف فاطمی و مرتضوی در بارهٔ جهاد و عدم جهاد با خلفاء راشدین
و صدور کلمات مستبعده از جناب بهرانسبت بجناب مرتضی که مانند جنین تخم پرده نشین شده و مثل خائبان در خانه گریخته
الی آخر ما فی حق الیقین و آنچه میان ریحانهٔ رسول الثقلین در مقدمهٔ صلح معاویه و جهاد و اختلاف ایشان در غسل پا و مسح آن
و طهارت مذی و وذی و خمر و نجاست آن الی غیر ذلک که بزعم امامیه حضرت امام صادق در ایجاد تقسیم اختلافات
اختیار تمام داشت کما فی البحار للمجلسی عن ابی سعید عن محمد بن الولید والسندی عن محمد بن بشیر وجویه
عن ابی عبد الله عم قال قلت له انه لیس شیء اشد علی من اختلاف اصحابنا قال ذلک من قبلی
انتهی امری نیست که مخفی تواند و اگر غیر اهل البیت اندیس آن غیر آن دوازده هزار نفر اند که شیخ صدوق ایشان در کتاب
خصال بزبانی امام صادق آورده که کان اصحاب رسول الله اثنا عشر الفا ثمانیة آلاف من المدینة
والفین من غیر المدینة والفین من الطلقاء لم یر فیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی
ولا صاحب رای وکانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر
انتهی درینوقت بقول مامون لازم می آید که جناب پیغمبر اقتدای امت خود را بجم غفیر تجویز فرموده باشد از دو
دوازده هزار فرق بسیار است یا همان صد کس که قاضی در مجالس تراجم اصحاب بخیر رقم آورده باز هم قطع نظر از
محذور یکه مامون و تابعین او ترتیب داده اند و تبال شیعه نیگذارد و تخالف و تناقض و تبدل و تغیر ایشان اصولا
و فروعا نه بمرتبه میرسد که اخفای آن ممکن باشد مثلا در بحار و منهج المقال امامیه مذکور است که در حدیث مشهور وارد شده
که اگر ابوذر واقف شود بر آنچه در دل سلمان است البته وی را قتل کند یا دعای مغفرت برای قاتل وی نماید پس حال
این هر دو برادر در اصول عقاید اکنون حال تخالف ایشان در فروع باید شنید صاحب عیون در عیون بزبانی امام
آورده که دعا سلمان اباذر الی منزله فقدم الیه رغیفین فاخذ ابوذر الرغیفین فقلبهما
فقال سلمان یا اباذر لای شیء تقلب هذین الرغیفین قال خفت ان لا یکون نضیجین
فغضب من ذلک سلمان غضبا شدیدا ثم قال ما اجرءک حیث تقلب هذین الرغیفین
والله لقد عمل فی هذا الخبز الماء الذی تحت العرش وعملت فیه الملائکة حتی القوه الی
الریح وعملت فیه الریح حتی القته الی السحاب وعمل فیه السحاب حتی امطره الی الارض وعمل
فیه الرعد والملائکة حتی وضعوه مواضعه وعملت فیه الارض والخشب والحدید والبهائم
والنار والحطب والملح ما لا احصیه اکثر فکیف لک ان تقوم بهذا الشکر فقال ابوذر الی الله اتوب

وَاسْتَغْفِرُ مِمَّا اَحْدَثْتُ وَاِلَيْكَ اَعْتَذِرُ مِمَّا كَهُنْتُ انتهی پس هرگاه حال این دو بزرگوار که ممتازترین اصحاب
جناب مرتضوی اند چنین باشد فما ظنک بغیر هما درین هنگام لازم می آید که جناب نبوی اقتدای امت مرحومه خود که یکی
قاتل و دیگری ناشکرگزار خلق و خالق باشد امر فرماید هٰذَا مَا وَعَدْنَا لَكَ اِيْرَادُهٗ سَابِقًا وَاِنْ شِئْتَ الزِّيَادَةَ
عَلٰى هٰذَا فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَارْجِعْ اِلٰى مُنْتَهَى الْكَلَامِ لِلْفَاضِلِ الْفَيْضِ آبَادِيْ صَانَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ شَرِّ
الْاَعَادِيْ بالجمله برای دفع این تعارض و تخالف و تغیر و تبدل ضرورست که شیعه چیزی خواهند گفت خصوصا یا عموما
حین جواب از طرف اهلسنت تصور فرمایند اما ازاحه شبهه سیوم آنکه بیچاره شیخین بر قرار داد اهلسنت نه معصوم بودند
ونه منزه از سهو و نسیان پس اگر صدیق در سقیفه یا وقت وفات این حدیث را ذکر نکند قباحتی در اقتدا بوی لازم نمی آید
آری قباحت اینست که حضرت امیر با وصف احراز مرتبه عصمت و تنزه از سهو و نسیان و از سایر شوائب وصمت و نقصان
وقت انعقاد بیعت صدیق خلیفه رسول علی التحقیق حدیث غدیر که پیش هزاران کس ورود یافته و شیعه اول دلیل
بر خلافت بلافصل آنرا شناخته بیاد نیاوردند ناگزیر هرگاه یاد نفرمودن جناب امیر حدیث غدیر نزد ایشان منافی
صحت حدیث نمیتواند شد عدم یادآوری صدیق حدیث اقتدا را چرا منافی صحت آن تواند شد فَالْاِشْكَالُ الْاِشْكَالُ
وَالْحَلُّ الْحَلُّ باقیماند اینکه ابوسفیان و پسرش معاویه بمخالفت ابوبکر و عدم صحت خلافت وی قائل شده عرضه بجناب امیر
رسانید که عَلَيْكُمْ يَا اٰلِ بَيْتِ قُرَيْشٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ پس اول نزد اهلسنت ثابت نیست که معاویه پسر ابوسفیان بمخالفت
و عدم صحت خلافت ابوبکر قائل باشد لیکن اگر نزد شیعه ثابت است آینده بکار خواهد آمد آری حسد ابوسفیان و دشمنی او با دین
و ایمان البته از استیعاب ابن عبد البر مالکی معلوم میشود چنانکه عبارت کتاب مذکور معاند نقل کرده اما بجواب ابوسفیان
که زبانی جناب امیر صاحب استیعاب سطور مذکور ساخته خَوْفًا لِلتَّضْيِيْعِ مَذْهَبِهٖ حَذَرًا لِتَكْثِيْرِ سَوَادِ الْمُنَاقِشَةِ
اصلا متعرض نشده و آن جواب بعد لفظ و ان شئت متصلا بدین عبارت واقع است که فَقَالَ عَلِيٌّ وَاللّٰهِ مَا زِلْتَ
عَدُوًّا لِلْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ فَمَا ضَرَّ ذٰلِكَ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ شَيْئًا اِنَّا رَاَيْنَا اَبَابَكْرٍ لَهَا اَهْلًا انتهی پس
هرگاه مردیکه مفسد دین و از همیشه دشمن اسلام و مسلمین بگواهی چنین مقبول الشهادت ثابت شود مخالفت وی
و راه عدم صحت خلافت صدیق پیمودن کدام ضرر باهلسنت میرساند اگر اینقسم مخالفت بعض مفسدین
در چنین تقریب مخل صحت خلافت باشد تفصی ازین تنگنای بر شیعه بسیار دشوار خواهد افتاد و مجال مناقشه
بر خوارج و نواصب باثبات نزاع مارقین و قاسطین و غیرهما راه فراخ خواهد گشاد و عجیب است ازین قائل که ارشاد
جناب امیر را که بلفظ اِنَّا رَاَيْنَا اَبَابَكْرٍ لَهَا اَهْلًا واقع شده غور نمیکند که حجت موالف و مخالف تواند شد و بهره

در آن بعضی بدخواهان نظر اعتبار دارد و ازین جا حال اتباع و تمسک شیعه بجناب مرتضوی معلوم تواند گردید ع
می تراود چه کند انچه در آوند دلست ٭ باقیماند شبهه چهارم مجتهد هست پدر مجتهد حی که ضحکه صبیان و بدتر گوز شتر است
از احتش آنکه این اجمال و احتمال که در حدیث اقتدا واقع است اگر منافی اقتدا بشیخین باشد اجمال و احتمالیکه در بسیاری
از احادیث مقبوله قوم مستوجب اللوم لاسیما در باره اهلبیت واقع است چگونه مجوز اقتدا بایشان خواهد شد چه
باعتراف شیعه هیچ نصی صریح تر در باب تمسک ایشان حصول نجات زیاده از حدیث ثقلین نیست و در اینجا هم بیان
نفرموده اند که در چه چیز تمسک بایشان باید کرد و در لفظ بعدی نیز دلالتی نیست که آیا بر کدام طور بعد وفات یا
در حالات دیگر تمسک بایشان باید نمود و آیا در محبت و اخلاص با ایشان یا در اتباع و پیروی و برین تقدیر هم محتمل است
که در اصول می باید مثلا توحید باری و امامت ایمه و غیره یا در فروع چون بازی بخصیتین در عین نماز و بوسه دادن
بر فرج و دخول در دبر و امثال آن و من بعدی سخن در نیست که جمیع اهلبیت مراد اند یا بعض بر تقدیر اول حصر در اثنا عشر
باطل است و محذور ما مون نا مامون و بر تقدیر ثانی ورای محذور مذکور ترجیح بلا مرجح بل ترجیح مرجوح لازم است قطع نظر
ازین احادیثیکه بلفظ طریق و سلوک و لحوق و کشتی و دریا و بیابان و صحرا مروی است دلالت آن بعد ازین احتمالات
که امامیه در حدیث اقتدا از طرف خود پیدا کرده اند خود مضمحل چه محتمل که کسی پرسیده باشد که در فلان شهر چگونه برسیم
حالانکه در اثنای راه صحراهای بیشمار و دریاهای ناپیدا کنار واقع اند حضرت فرموده باشند که همراه علی ابن ابیطالب
که نشیب و فراز این بیدا ها نوردیده و عمق و پایاب این دریاها دیده باید رفت الی غیر ذلک من الاحتمالات
فافهموا ولا تکونوا من الغافلین ؎ نازم که از رقیبان دامن کشان گذشتم ٭ گو مشت خاک ما هم برباد رفته باشد اما سیوم
در دفع خدشه سیوم مخفی نماند که بزعم معاند اگر صحت حدیث اقتدا موقوف بر ثبوت فضیلت و خلافت شیخین است پس
ثبوت این هر دو امر از ثقلین ملاحظه باید فرمود اما اول یعنی اثبات امر فضیلت شیخین از ثقلین پس من القرآن قوله تعالی
وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ در تفاسیر معتبره فریقین مذکور است
که چون برای ازاله افک آیه تطهیر نزول یافت و عصمت جناب صدیقه باشها و تفدا بثبوت پیوست مسطح نام مردی از اقربای
صدیق که شریک اهل افک شده بود با سایر مفکان محدود بحد افترا گردید جناب صدیق بملاحظه قرابت و صله رحم که خیری
از قسم نفقه باو میداد و بسبب این کاوش یکقلم موقوف نمود و ایمان غلاظ و شداد یاد فرمود که بار دیگر تا زیست
باو این قسم مراعات و سلوک بعمل نخواهد بود برای تلافی آن این کریمه فرود آمد که وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ الآیة

یعنی باید که سوگند نخورند خداوندان فضل در دین و خداوندان دستگاه و فراخی مال در دنیا و مراد ابوبکر است بالاجماع بهانکه ندهند نفقه خویشان و ندادن درویشان را و خانمان ترک کنندگان در راه خدا و بالاتفاق مراد من مسطح است که این هر سه صفت در وی یافته میشد و باید که عفو کنند و درگذرند آیا دوست نمیدارید که بیامرزد خدا شما را و خدا آمرزنده مهربان است پس شما نیز متخلق باخلاق او شوید ابوبکر صدیق بمجرد استماع این مضمون قسم خود را شکستند حنیث کرده و کفارهٔ قسم ادا ساخت ازینجا علماء و حقانی متفق اند که این کریمه حجت است بر فضل مطلق جناب صدیق و درین معنی حکیم سنائی میفرماید ه بود چندان کرامت و فضلش ه که اولوالفضل خواند ذوالفضلش
صورت و سیرتش همه جان بود ه زان ز چشم عوام پنهان بود ه روز و شب ماه و سال در همه کار ه ثانی اثنین اذ هما فی الغار ه و آنچه بعضی از نجروان شیعه بنابر حفظ بیضهٔ مذهب خود گویند که مراد از فضل درینجا غنا است و ازین فضل فضل دینی لازم نمی آید تا افضلیت صدیق ازینجا برآید کما یفهم من مجمع البیان اولوا الفضل منکم ای اولوا الغناء منکم والسعة فی المال انتهی پس کرامت امام رازی است که این ارادهٔ ایشان را از پیشتر بکر بالکل ابطال حاکی ساخته رفته است و نقل تقریرش که صاحب نیشاپوری نماید بالخصوص حسب ضرورت حوالهٔ قلم میشود میفرماید که اگر مراد از فضل غنا است و وسعت هم غنا است درین صورت تکرار لازم می آید والتکرار بلا فائدة مما شنع علیه علماء البلاغة فکیف من هو ابلغ البلغاء وکلامه فی اعلی درجات البلاغة لاجرم مراد از فضل فضل در دین باشد زیرا که مطلق است و لفظ جمع در آیه برای آنست که این ظلم افک که از مسطح قوح آمده در غایت عظم بود و حق تعالی صدیق را بصفح و عفو این ظلم امر فرمود هرچند این اعفا و صفح بر نفس شاق گذشت اما چون حضرت ایشان خلاف نفس بر امتثال امر مامور راضی شد پس مقابل این کار فخیم اجر عظیم می بایستی داد لهذا لفظ جمع مشعر تعظیم ارشاد شد که اولوا الفضل منکم و بی شائبهٔ ریب ازین عفو کریم حضرت صدیق سزاوار مغفرت و رحمت کردگار شده بقوله تعالی والله غفور رحیم پس بیشک ابوبکر افضل باشد و نهی بلفظ لا یاتل نهی زجر نیست بلکه نهی ترحم است که از طرف مولی بجانب اولی نیک شده و هو العفو و سهو افضله رحم هم از دواعی فضل است لهذا در حدیث صحیح ارشاد شده لا یکون العبد ذا فضل حتی یصل من قطعه و یعفو عمن ظلمه و یعطی من حرمه و قریب این مضمون حدیثی طویل در عیون نیز مذکور است لا نذکره خوفا للاطناب من شاء فلیرجع الی هذا الکتاب و هرگاه افضلیت فاروق مبنی و موقوف بر صحت افضلیت صدیق بود چون صدیق افضل شد

فاروق نیز افضل باشد زیراکه ساختند و پرداختند افضل بود و ساخته و پرداخته افضل افضل میباشد پس فاروق
افضل باشد و هو المطلوب و من العترة ما قال علی علیه السلام من فضلنی علی ابی بکر و عمر جلدته حد المفتری
و وجه این ارشاد در کتب و رسائل امامیه اعنی افادات ابن معلم و مومن الطاق مفضل و مفصل بتفصیل ایرد و ی
چنین مذکورست که چون بگوش حق نیوش جناب امیر رسید که بعضی از او باشان محدث ما را از شیخین افضل
میدانند بکمال غیظ و غضب بسر منبر برآمده ارشاد فرمود که من فضلنی الخ پس هرگاه قول صدق عنوان جناب
مرتضوی که در کتب معتبره قوم تصحیح یافته لاسیما هنگام خروج مارقین و قاسطین که باعتراف ایشان تقیه در آن وقت
از محرمات شرعیه بود چنین شهادت دهد چگونه شیخین را مفضول توان گفت باید دانست که اکابر شیعه درین بحث
قیل و قال فراوان دارند بعضی بطور جرح چنانکه صدوق ایشان در کتاب عیون ذکر مینماید که چون علماء اهلسنت
بر تفضیل شیخین حدیث مذکور را حجت آوردند مامون بدین عبارت بجرح و عدم تسلیم آن پرداخت که کیف
یجوز ان یقول علی علیه السلام اجلد الحد علی من لا یجب الحد علیه فیکون متعدیا لحدود الله عاملا
بخلاف امره و لیس تفضیل من فضله علیهما فریة لانکم قد رویتم عن امامکم انه قال ولیتکم و لست
بخیرکم فای الرجلین اصدق عندکم ابو بکر علی نفسه او علی علیه السلام علی ابی بکر مع تناقض الحدیث
فی نفسه لا بد له من ان یکون ابو بکر صادقا فیه او کاذبا فان کان صادقا فانی عرف ذلک
ا بالوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر متشبث لا قوادة و ان کان کاذبا فمن المحال ان یلی امر المسلمین
من یقوم باحکامهم و یقیم حدودهم کذاب انتهی بلفظه پس تعدیلش اینکه از مامون بهمان مقدمات
جروح از سر تا پا مخدوش و مجروح است اما اول پس از انکه افترا در لغت دروغ بستن است بر کسی چون المفتری
دروغ بافتند یعنی افضل را که فضیلتش اصلا و تبعا منصوص قرآن است کما مر آنفا مفضول پنداشتند و مفضول را
بلکه بسبب عدم اعتقاد خلافتش در بعدیت متصله پیغامبر افضلیتش منصوص بود کما لا یخفی افضل انگاشتند تعریف
افترا بر ایشان صادق آمد پس چرا ایشان مفتری نباشند و بملاحظه همین معنی افترا اگر جناب امیر تهدید را مجدود بحد
افترا کند چرا متعدی حدود خدا و عامل خلاف امر او باشد اما دوم پس بر تقدیر تسلیم آنکه ولیتکم و لست بخیرکم
از ارشاد جناب صدیق است باز هم تقریب مامون ناتمام است زیراکه مقصود او آنست که علی افضل باشد از ابو بکر و این امر
از ینجا لازم نیست بلکه اگر لازم است افضلیت غیر علی لازم است زیراکه مخاطب بکم جایز است که جماعه باشند که علی
درانجمله نبود و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال آری اگر ولیتکم و لست بخیر من علی میگفت البته قطع

فضیلت لازم بود و اگر لیس فلیس و سلمنا که در عموم لفظ کم جناب امیر نیز بالخصوص داخل است لیکن چه درینصورت میتوان گفت که این کلام از صدیق تضعا لنفسه واقع شده چنانکه حضرت پیغمبر هم یونس بن متی را افضل از خود فرموده اند فلا محذور بخلاف کلام جناب امیر که بیان واقعی است بدلیل نص قرآنی که مذکور شد و بجهت آنکه بین الکلامین فرق بسیار است زیرا که قول صدیق مؤکد بتهدید و تعزیر نیست و قول جناب امیر مؤکد بآنست فافترقا و ازین تقریر ظاهر شد که ابوبکر هم صادق است علی هم صادق فلا یلزم ما الزمه المامون بقوله فای الرجلین اصدق ابوبکر علی نفیه او علی علی اثباته و قول بالتناقض را نیز اگر تسلیم کنیم متناقض کلیته زایل میشود فافهم اما سوم پس شق اول تردید اول و همچنین تردید ثانی هرگز مسلم ما نیست للزوم ما الزم علیهما المامون هان شق ثانی تردید اول البته مسلم است لیکن صدقش باعتبار همان امر است که حالا گذشت یعنی اعتراف این کلام صدق باعتبار هضم نفس صدور یافته لاغیر و اگر سجاد لی راه پرخاش جوید و چیزی این و آن گوید افحامش بدلیل الزام توانکرد باینطور که شیعی اوراد خوان که صحیفه کامله را دیده باشد و یا حضرت سجاد بگوش هوش شنیده بود دیر و مخفی نیست که آنجناب در حق خود میفرمایند قد ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن و ضعف الیقین و انی اشکو سوء مجاورته لی و طاعة نفسی له انتهی پس می پرسم که جناب سجاد درین کلام گرامت نظام صادق اند یا کاذب اگر صادق اند فانی عرف ذلک ابالوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر مثبت لاقراره و اگر معاذ الله کاذب اند فمن المحال ان یلی امر المسلمین من یقوم باحکامهم و یقلدهم حدودهم کذاب و علاوه برین چرا نگوئیم که حدیث من فضلنی باعتراف امامیه صحیح ثابت است چنانکه ازین بیشتر بحواله کتاب نیز ذکر یافته برین تقدیر بادنی تفاوت محذور مامون بر مامون منقلب است تقریرش آنکه چگونه جایز باشد که جناب غیر واجب الحد را حد زدن فرماید چه درینصورت متعدی بحدود الله و عامل خلاف امر الله باشد و معهذا درین قول خودش صادق است یا کاذب اگر صادق است فانی عرف ذلک الوحی فالوحی منقطع او بالنظر فالنظر مثبت لاقراره و اگر معاذ الله کاذب است فمن المحال ان یلی امر المسلمین من یقوم باحکامهم و یقلدهم حدودهم کذاب درینوقت فی الحقیقت این جرح مامون بجناب مرتضوی متوجه و واژگون است و لنعم ما قیل ع دوستی بیخرد خود دشمنیست * فدم بطور تسلیم یعنی چون نزد امامیه ثبوت اینحدیث کلامی نیست بعد تسلیمش قوم رافضه بسبب بیخوفی درین باب واقع است بعضی محمول بر تقیه نمایند و بعضی احتمال تقیه را بعلتیکه ذکر یافت جائز نداشته باین تاویل پوچ گرایند و گویند که مقصود آنجناب ازین تهدید آن بود که این تفضیل موجب رفع شان شیخین و کسر شان من است چه ازین تفضیل

ع یعنی پس از کجا دانست این را آیا بوحی پس وحی منقطع شده یا بنظر پس نظر ثابت کننده اقرار اوست ۱۲

ع یعنی پس از محالات است که والی شود امر مسلمانان را کسیکه قائم شود باحکام ایشان و قائم کند حدود ایشان را کذاب ۱۲

لازم می آید که شیخین در نفس افضلیت و وجاهت دینی شریک مرتضوی باشند زیرا که تفاضل متصور نمیشود مگر میان دو کس
که قریب بهم گرد فضیلت باشند و مفضول را با افضل در اصل فضل شرکتی تواند بود و اشتراک شیخین در بین امور با جناب امیر
خلاف ضروریات دین است شیخ حلی تا آنجا با استاد خود طوسی باین تاویل از پیش بعض سلاطین جان بسلامت برده
اما در حقیقت این تاویل هیچ است زیرا که مدار این تاویل نزد شان موقوف بر اثبات کفر یا ارتداد شیخین است العیاذ
بالله و هو لم یثبت بعد زیرا که نزد شیعه خود در اثبات این مسئله قول فیصل بهم نرسیده قاضی نور الله و اتباعش
حسب اصول موضوعه طوسی که محاربوا علی کفرة و مخالفوه فسقة هرگز شیخین را کافر نمیدانند و شاید
این عقیده ایشان ماخوذ از انقصه است که در کامل بهائی وغیره مندرج شده که عمار بن یاسر که از مخصوصان سعید
جناب مرتضوی بود و شیخ قوم در علل خود فضائلش باین عبارت ادا مینماید که قال النبی صلعم عمار مع الحق والحق
مع عمار یدور معه حیث کان در جنگ جمل چون عرضه بجناب امیر رسانید که ایشان اهل قبله اند قتل ایشان
روا نبود جناب امیر بجهه استماع این تقریر حکم بتکفیر نفرمود انتهی ملا عبد الله مشهدی و اتباعش محاربان علی را نیز کافر
نمیدانند بلکه محاربان جناب ایشان را اشد فسق انگارند و ظاهر است که خلفای ثلثه با جناب امیر هیچ گاه محاربه
نکرده اند و نه جناب امیر با ایشان بلکه یکدیگر ممد و معاون در کار دارین بوده اند کما هو مذکور فی موضعه پس محاربه
چه رسد بعد این تحقیق عجب است از شیخ حلی مخالف استاد خود شکی بکدام وجه شیخین را معاذ الله کافر قرار داده
بلین با وبلات باره سیچ گویی خود گوی از میدان برد استغفر الله اگر شیخین کافر باشند قطع نظر از مفاسد کثیره
مثل اقتدای جناب امیر بایشان در نماز و شرکت در قسمت غنایم و صلاح مشاورت وغیر ذلک مما یطول ذکره قباحتی عظیم
بحضرات قایلین بکفر متوجه میشود بیانش آنکه در اکثر کتب ایشان خصوصا در عیون اخبار با خبار رضا موجود است که
عن الحسین بن علی قال رسول الله ان ابا بکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی
بمنزلة الفؤاد فلما کان من الغد دخلت علیه وعنده امیر المؤمنین و ابو بکر و عمر و عثمان
فقلت له یا ابت سمعتک تقول فی اصحابک هؤلاء قولا فما هو فقال ع نعم ثم اشار الیهم فقال هم
السمع والبصر والفؤاد و سیسألون عن ولایة وصیی هذا واشار الی علی بن ابی طالب ثم قال ان الله
عز و جل یقول ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا ثم قال ع و عزة ربی
ان جمیع امتی لموقوفون یوم القیمة و مسئولون عن ولایة علی و ذلک قول الله عز و جل وقفوهم
انهم مسئولون انتهی بعبارته پس ازینجا نیک هویداست که حضرات ثلثه بشهادت معصوم حکم اعضای اجزا

اعضای پیغمبر از غدو محال است که ابعاض و اجزاء اعضای پیغمبر کافر باشد و الا احتمال الاتیه لازم آید بر عاقل مخفی نیست و سوال از پیغامبران هم منافی ایمان و عصمت شان نیست و الا لازم آید که آیه وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیْسَی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وامثال ذٰلک منافی ایمان و عصمت عیسی شود پس سوال از ابعاص پیغامبر چرا منافی ایمان چنین شان ایشان باشد فَثَبَتَ الْاِذْعَانُ بِاِیْمَانِ الشَّیْخَیْنِ وَبَطَلَ الْاِدِّعَاءُ بِکُفْرِهِمَا فَصَارَ الْحَدِیْثُ الْمُثْبِتُ لِتَفْضِیْلِهِمَا مُوَافِقًا بِالْقُرْاٰنِ وَهُوَ الْمَطْلُوْبُ مِنْ هٰذَا الْبَیَانِ اما ثانی یعنی اثبات امر خلافت شیخین از ثقلین فَمِنَ الْقُرْاٰنِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ و در مجمع البیان که معتبرترین تفاسیر شیعه است میگوید که لَمَّا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَارِیَةَ الْقِبْطِیَّةَ اَخْبَرَ حَفْصَةَ اَنَّهٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ و در خلاصة المنهج است که رسول بحفصه فرمود که بعد از من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاهی کنند حفصه ازین سخن خوش حال شد و شادمان گشت و این هر دو سر را بعایشه گفت انتهی بعبارته و همچنین در تفسیر نعمت خانعالی و غیره و در تفاسیر اهلسنت هم ذکر یافته و مرحبا بالوفاق پس ازین خبر نصی بالاثر در خلافت شیخین عند الفریقین دیگر کدام خواهد بود اما آنچه بعضی از مغویان ضلالت پیشه بطالت اندیشه گویند که درین تفاسیر مذکوره لفظ یَسْتَخْلِفَانِ واقع نیست تا مفهوم خلافت آزان مستنبط شود بلکه لفظ یَمْلِکَانِ وارد شده که مشعر است بر بودن ایشان امرا و پادشاه ضرور نیست که پادشاه و امیر برحق باشد پس شیخین هم برحق نبودند چه خبر امارت و سلطنت ایشان داده اند نه خبر خلافت جوابش آنکه بقول شما که ضرور نیست که هر پادشاه و امیر برحق باشد آنچه ضرور است که شیخین برحق نباشند جایز است که شیخین برحق باشند چه برحق بودن شیخین و برحق بودن مَنْ عَلٰی سِیَرِهِمَا شهادت جناب امیر در نهج البلاغة که اصح کتب شیعه است کافیست حَیْثُ وَرَدَتْ فِیْهِ فِیْ کِتَابٍ کَتَبَهٗ اِلٰی مُعَاوِیَةَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ یَا مُعَاوِیَةُ لَزِمَتْکَ وَاَنْتَ بِالشَّامِ فَاِنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ یَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی فَاِنْ خَرَجَ مِنْهُمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلٰی اتِّبَاعِهٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی وَاَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا کلام امامت جناب امیر است که بسیرت

شیخین را بهترین سهم نهاده انسته سند بیعت ایشان بیان میفرماید فلا یُرِیبُ فِی صِدْقِ کَلَامِهِ اِلَّا مَنْ کَانَ فِی
قَلْبِهِ زَیْغٌ وَاعْوِجَاجٌ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ
الْوَهَّابُ و نتوان گفت که امثال این نصوص من قبیل مجاراة الخصم است یعنی دلیل الزامی است مرکب از مقدمات
مسلمه خصم گو عند المستدل مسلم نباشد چراکه اولی کلام معصوم را که برانچه مطابق نفس الامر نباشد حمل نمودن باز از اظهار
و جوانب کلام که زاید بر قدر الزام است اغماض فرمودن یعنی چه زیراکه الزام بهمین قدر حاصل میشود که ذکر بیعت منفرد
و عبارت باقی که فَاِذَا اجْتَمَعُوا عَلٰی رَجُلٍ است الخ بیان می نمود که در الزام دخل ندارد و امام معصوم کذب صرف
چرا بر زبان راند آنهم بر خدا که کَانَ لِلّٰهِ رِضًی وَاَصْلَاهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِیْرًا بکمال نشاط و تحسین
و تاکید و تکریر مَعَاذَ اللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الظُّنُوْنِ و علاوه برین دلیل الزامی را باید که مقدمات آن نزد خصم مسلم
یعنی پناه بخدا از بدگمانی ۱۲
باشد معاویه کی معتقد این مقدمات بود که برای الزام او جناب امیر این مقدمات را ترتیب دهد و او تسلیم کند چه بنا بر
زعم معاند از بالا ظاهر است که معاویه و پدرش ابو سفیان بمخالفت ابو بکر و عدم صحت خلافتش که موقوف علیه
خلافت عمر است قائل بود و عرضه بجناب امیر رسانید که عَلَیْکُمْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ یَا اَرْذَلَ بَیْتِ قُرَیْشٍ
پس معلوم شد که ذکر این همه امور در مقابله او دلیل تحقیقی است مرکب از مقدمات حقه صادقه فی نفس الامر خواه
نزد خصم مسلم باشد یا نه و درینجا تفصیلی دیگر است طویل که از تحفه عزیزیه توان دریافت بالجمله بعد اللتیا و التی
ثابت شد که این مقدمات حقه اند و صادقه فی نفس الامر پس برحق بودن شیخین بلکه عثمان هم ثابت گردید و نیز
تعبیر از خلافت شیخین بلفظ یملکان بجای یستخلفان با تمام تفصیل بصحت رسید و معهذا اگر تسلیم کنیم که لفظ یملکان
مشعر بر حقیت خلافت شیخین نیست پس هر جا که لفظ یَمْلِکُ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا یا یکون بعدی اثنا عشر امیرا در حق
ائمه بزعم امامیه در کتب ایشان وارد یافته مثلا در عیون اخبار مرویست که راوی گوید کُنْتُ مَعَ اَبِیْ عِنْدَ النَّبِیِّ
وَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ یَکُوْنُ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا ثُمَّ اَخْفٰی صَوْتَهُ فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَا الَّذِیْ اَخْفٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ
فَقَالَ قَالَ کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ و هم دران کتاب آورده که راوی نقل میکند که اَتَیْتُ النَّبِیَّ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ اِنَّ
هٰذَا الْاَمْرَ لَنْ یَنْقَضِیَ حَتّٰی یَمْلِکَ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا اَوْ خَلِیْفَةً فَقَالَ کَلِمَةً خَفِیَّةً فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَا قَالَ
فَقَالَ قَالَ کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ چگونه تفصی و نجات ازین خدشات متعسر خواهد شد چه ازین یَمْلِکُ اِثْنَا عَشَرَ
اَمِیْرًا یا یَکُوْنُ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا اگر امیر یا پادشاه حق مراد اند فاین المفر و اگر حق مراد نیستند
فالجواب الجواب ع بر خود کشیدست و صمت خویش را مصیب چاه کن را چاه در پیش آمده

وَمِنَ الْعِتْرَةِ فَمَا فِي كُتُبِ سُورٍ مِنْ كَلَامِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ بَيْنَمَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ
إِذْ لَقِيَنَا شَيْخٌ طَوِيلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحَّبَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَابِعَ الْخُلَفَاءِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَلَيْسَ كَذَلِكَ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ
بَلَى ثُمَّ مَضَى گویند که سلام کننده خضر علیه السلام بود وَسَتَعْرِفُ مِنْ عِبَارَتِهِمْ پس ازین حدیث صاف هویدا است که
خلافت شیخین بلکه خلافت جناب ذی النورین هم حق وصحیح است وجاری شدن حق بر زبان حضرت خضر وارشاد
جناب پیغمبر صلعم بعد استفهامش بلفظ ایجاب دلیل صریح است که پیش از انعقاد امر خلافت بر جناب امیر سه کس هم
حقدار این کار جلیل المقدار باشند والا صحت اطلاق رابع الخلفا بشان علی مرتضی از چنین مرد ستوده صورت
نه بندد ومخفی نماند که شیعه بدستور سابق درینجا نیز کلامی دارند بدو وجه یکی آنکه برای صیانت مذهب خود تصنع
کنند که رابعیت جناب امیر باعتبار آنست خلافت است که در منصوص قرآن مجید واقع شده یکی خلافت حضرت آدم
دوم خلافت حضرت داود وسیوم خلافت حضرت هارون چنانکه صدوق ایشان که در قلب سخن وتحریف آن خلی
کامل العیار ومرد پرکار برآمده است در عیون خود بعد لفظ مضی این عبارت الحاق نموده قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
مَا هٰذَا الَّذِي قَالَ هٰذَا الشَّيْخُ وَتَصْدِيقُكَ لَهُ قَالَ أَنْتَ كَذَلِكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ
قَالَ فِي كِتَابِهِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً وَالْخَلِيفَةُ الْمَجْعُولُ فِيهَا آدَمُ وَهُوَ الْأَوَّلُ وَقَالَ
عَزَّ وَجَلَّ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَهُوَ الثَّانِي وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ حِكَايَةً عَنْ مُوسَى
حِينَ قَالَ لِهَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ فَهُوَ هَارُونُ إِذَا اسْتَخْلَفَهُ مُوسَى فِي قَوْمِهِ وَهُوَ
الثَّالِثُ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ فَكُنْتَ أَنْتَ الْمُبَلِّغَ
عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُولِهِ وَأَنْتَ وَصِيِّي وَوَزِيرِي وَقَاضِي دَيْنِي وَالْمُؤَدِّي أَمَانَتِي وَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي فَأَنْتَ رَابِعُ الْخُلَفَاءِ كَمَا سَلَّمَ عَلَيْكَ الشَّيْخُ أَوَلَا تَدْرِي
مَنْ هُوَ قُلْتُ لَا قَالَ ذَلِكَ أَخُوكَ خِضْرٌ فَاعْلَمْ انتهى عِبَارَتُهُ پس آثار وضع والحاق که بر جبین مبین
این عبارت پیداست بر متدرب مخفی نیست زیرا که اگر این عبارت صحیح باشد خلافت خدا و خلافت رسول متساویة
الاقدام میشوند وظاهر است که بین الخلافتین بون بسیار است چه خلافت خدا جائیکه ملابس بحضرت آدم وحضرت داود
وهارون علیهم السلام است صورةً ومعنًی عبارت از نبوت وپیغمبریست که باعتبار جنس متحد وبلحاظ شخص مختلف
آمده بخلاف خلافت جناب امیر که صورةً ومعنًی اصلا بوئی جواز این اطلاق ندارد بدلیل إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

پس از جنس آنخلافت ثلثه چگونه تصور توانکرد وچطور ذهن قبول فرماید که ذات با برکات سرور کائنات که بالا
ابعد از تعلق بالمحالات والمزخرفات بود خلافت خدا و خلافت خود را برابر ساخته باشند یا حضرت خضر رابع
الخلفا بمعنی گفته باشد و معهذا سوال جناب امیر از جناب بشیر و نذیر بلفظ مَا هٰذَا الَّذِیْ قَالَ هٰذَا الشَّیْخُ وَ
تَصْدِیْقُكَ لَهٗ نیز مکذب این صنع و مصدق این وضع است چه سوال جناب ایشان درینوقت از دو حال خالی
نخواهد بود یا دانسته سوال کرده یا نادانسته بر تقدیر اول تحصیل لا حاصل و طلب عبث لازم می آید و بر تقدیر
ثانی از لزوم جهل که نزد قوم موجب قدح فی الامامت و منشاء لوم است گزیری نیست و نتوان گفت که جناب امیر را
قبل از ارشاد پیغمبر علم آن یقینی بود که بعد حضرت مثل هارون بعد موسی سزاوار منصب خلافت ام
لیکن چون عبارت یا رابع الخلفا ظاهرا موهم اثبات خلافت دیگران هم بود لا سیما خلافت خلفاء ثلثه از جهت
سوال کرد که مَا هٰذَا الَّذِیْ الخ زیرا که درین هنگام همان جهل دامنگیر و مبطل علم یقینی است چه یقین نیست
که بابهام موهم و تشکیک متشکک زوال نپذیرد و درینجا چون زوال پذیرفت یا از جای خود حرکت کرد
علم یقینی باطل شد و از مفهوم مخالف این تقریر لازم آمد که خلافت خلفاء ثلثه هم وجهی از تحقق داشت و قریب
بیقین بود و بالغرض اگر تسلیم هم کنیم که عبارت مذکور موضوع و ملحق نیست لیکن بقول فاضل فیض آبادی
هر جا که در منتهی خود میفرماید که از طرائف و کشف الیقین چنان منکشف میشود که خلافت در قرآن مجید برای
سه کس مذکور است حضرت آدم و حضرت داؤد و حضرت امیر المومنین بحکم وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الاٰیۃ راه تاویل در حق
خلیفه رابع مسدود باشد اکنون جناب امیر خلیفه ثالث باشند نه رابع و فراوان حیرت است که قیود کریمه مذکوره
یعنی خلیفه بودن و تسلط نمودن مثل خلافت و تسلط انبیاء بنی اسرائیل و دین ایشان پسندیده خدا و ایج
شدن و مستقر و ثابت گشتن و بدل خوف امن کلی یافتن و غیر ذلک که مجموع این امور در وعده الهی داخل است
و شدنی در دور ماسوای زمان خلفاء ثلثه واقع نشده چگونه بر جناب امیر منطبق شود زیرا که بشهادت شریف مرتضی
در تنزیه الانبیاء ظاهر است که حضرت امیر و شیعه ایشان همیشه دین خود را اخفا میکردند و در پرده دین مخالفان میگذرانیدند
دامن کامل و قدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبوده چه اهل امامت ایشان را بلاد کثیره مثل شام و مصر و مغرب منکر
مانده چه جای قبول احکام و همیشه از افواج شام خوف لاحق حال عمال لشکریان جناب بوده و معهذا حضرت امیر
یکفر دانسته از انجا که لفظ جمع را در چنین مواقع بر یک کس حمل کردن خلاف اصول شیعه است لا اقل سه

وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

پس می باید و چون این همه قیود بر جناب امیر منطبق نبود لهذا متکلمین و مفسرین شیعه این تطبیق بر آنجناب یا یوشع و بطرف صاحب الامر مائل گردیدند حالانکه امام مهدی بر وقت نزول این سوره بالاجماع موجود نبود و چه وعده برای حاضرین وقت نزول سوره که او موجود است نه برای آن کسیکه معدوم بود درین صورت بنا بر اصول شیعه وضاعین مفتریین جناب امیر چنانکه خلیفه اول و ثانی نیست خلیفه ثالث و رابع هم نمیتواند شد فاعتبروا یا اولی الالباب ان هذا لشیء عجاب دوم آنکه گویند اگر خلافت شیخین از مین حدیث بل از کریمه کواذ اسر النبی الآیة ثابت می بود چرا ابو بکر بارها اقیلونی اقیلونی گفته و استعفا از خلافت جسته و هر که استعفا از خلافت جوید و چنین کلام نامعقول گوید قابل خلافت نیست پس ابو بکر قابل خلافت نیست و چون ابو بکر قابلیت خلافت ندارد و عمر که خلافتش موقوف بر خلافت ابو بکر است هم قابل خلافت نیست جوابش بر تقدیر تسلیم اینکه اقیلونی از کلام جناب صدیق است شیعه خود اعتقاد دارند که حضرت موسی از رسالت استعفا جسته و بهارون مرافقت نمود پس اگر استعفا از ابو بکر در باب امامت بالفرض ثابت شود مثل استعفای حضرت موسی خواهد بود بلکه کمتر از آن زیرا که استعفا از رسالت و نبوت با وجود مخاطبه الهی بلا واسطه سخت قبیح است و استعفا از امامت که بقول شیعه مردم با و داده بودند بنا بر مصلحت وقتی خود یعنی رفع پرخاش انصار و تهیه قتال مرتدین و حفظ مدینه از شر اعراب و از جانب خدا نبود و کمال زعم او چه باک داشت با وصف هذا در کتب شیعه بروایت صحیحه ثابت و مرویست که حضرت امیر نیز بعد از شهادت جناب ذی النورین خلافت را قبول نمیفرمود چنانچه در نهج البلاغه من کلام له لما اراده الناس علی البیعة بعد قتل عثمان آورده انا لکم وزیر خیر لکم منی امیرا و بعد از الحاح و ابرام و مبالغه تمام از مهاجرین و انصار خلافت را قبول نمود بدلیلیکه نیز در نهج البلاغه موجود است که آنجناب در عهد خلافت خود میفرمود والله ما کانت لی فی الخلافة رغبة ولا فی الولایة اربة ولکنکم دعوتمونی الیها وحملتمونی علیها پس اگر ابو بکر همین قسم از روی لا ابالی و اظهار حجتی و اقرار کنانیدن از مردم برای خود منظور داشته باشد درانماش کدام قصور لازم می آید پس معلوم شد که قبول نکردن خلافت دلیل عدم لیاقت نمیتواند شد لا بد خلافت ابو بکر ثابت گردید و هرگاه خلافت ابو بکر که موقوف علیه خلافت عمر است ثابت گردید خلافت عمر بطریق اولی باثبات رسید و هو المدعا ه رسن حیلهای اهل دغا جمله بگسست از زه الزام :: بعد ازین هر که سر بر آرد باز :: چاره ای نیست جز بحز حسام خاتمه در بیان بقیه شبهه مستحدثه متعلقه حدیث اقتدا چون کلام تا اینجا رسید بعضی از شیعیان مذهبیکه نزد فقیر مشغل درس میداشتند بعد دیدن این تحریر و شنیدن این تقریر عرق تعصب بجوش آورده

بآهستگی تمام این سخن در میان آورده‌اند که آنچه تو گری بر قلم و زبان قلم شده اگر عدم استصوابش چون شریک باری فرض نیم
و بنظر جلی محفوظ از خاله و ما علیه دانیم باز هم هر که بنظر دقیق خواهد دید شبهه دیگر میتوان کرد که حرف عطف ما بین الاسمین یعنی
ابی بکر و عمر که واقع است ظاهر است که برای جمعیت و معیت مختوانند شد لو فرض ما او ردوه المامون علی ما من
انه ان کانا متحدین فمحال ان یکون اثنان بمعنی واحد و ان کانا متعددین فالاقتداء باحدهما
غیر الاقتداء بالآخر بالضرور برای ترتیب خواهد بود و لیکن قائل به ترتیب شافعی است و جناب حنفی پس عدم
اختیارش منافی مدعا و اختیارش مستلزم نقل از مذهب بمذهب است و هو حرام کما سمعت من لسان الشریف
قبل هذا فما التفصی عن هذا الاشکال العویص اقول بالله التوفیق که این شبهه بجهت عدم تیسر اطلاع
بر مذهب امام ابو حنیفه عارض شده چه امام موصوف قائل بمطلق جمع است نه صرف جمع بیانش آنکه در کتب معتبره
اصول اهل سنت ذکر یافته که نزد امام ابو حنیفه رح واو عطف برای مطلق جمع می آید بدون تعرض معیت و ترتیب
بدلیل نقل از ائمه لغت و باستقراء مواضع استعمال و همین است مذهب شیعه نیز ان شئت فارجع الی زبدة
الاصول و نزد امام مالک و صاحبین برای معیت است و نزد امام شافعی برای ترتیب اما اختلاف در بین است
که مراد از ترتیب مطلق ترتیب است فهو المتفق علیه یا ترتیب ثانی و هو المختلف فیه کما هو مبسوط
فی موضعه و این ترتیب بهر دو معنی منسوب بطرف امام ابو حنیفه نیز آمده و ثمره این اختلاف ظاهر است در
مثل جائنی زید و عمرو پس نزد امام ابو حنیفه رح مطلق شرکت زید و عمرو در مجیئت مراد است چه احتمال دارد که زید و عمرو
هر دو معا آمده باشند یا یکی قبل از دیگر و نزد امام مالک و صاحبین مراد از مجیئت مجیئت زید و عمر است در زمان
واحد معا چه معیت شئی بشئی نیست مگر همین مقارنت و هو لا یتصور الا فی زمان واحد و نزد امام
شافعی مراد از مجیئت آن هر دو مجیئت مترتب است یعنی ضرور است که در آمدن زید مقدم باشد بر عمر لیکن مطلقا
خواه در زمان واحد خواه در زمان متعدد و هرگاه دانسته شد حالا رفع شبهه مذکوره بسیار آسان گشت چه اقتدا
بشیخین در حدیث مزبور بنا بر یکی از آن مذهب مسطور مقرون بتجویز گردید اما بنا بر مذهب اول پس مراد از اقتدا
در اینجا مطلق اقتدا است یعنی اقتدا کنید بشیخین مطلق اقتدا خواه بترتیب باشد خواه بمعیت خواه بدون لحاظ
اینها فاما چون معیت و ترتیب ظاهر از زعم قائل موجب ردو ماموم مستلزم انتقال و نقل از مذهب است مطلق جمع مراد
باشد یعنی هر یکی از شیخین استحقاق آن دارند که مقتدا به شوند پس اقتدا کنید بهر کدام از ایشان که خواهید اما
بنا بر مذهب دوم اگر مراد از معیت معیت مطلق باشد بایطور که خواه اقتدا اصلا باشد خواه تبعا یعنی اقتدا

ابوبکر را بالاصالت دانیم واقتدا بعمر را بالتبعیت که در حقیقت مرجع هر دو یکی است هم مستیسر کما لا یخفی واما بنا بر مذهب سوم پس تقریر مسئله خود ظاهر است والعکوف به القایل بنفسه واگر تسلیم کنیم که این مذهب منسوب بطرف امام ابوحنیفه رحمه الله تعالی هست ماده شبهه کلیة مستاصل میگردد واما در صورت ترتیب ذاتی پس ظاهر است اما در صورت ترتیب مطلق پس محتمل است که درینجا ترتیب عقلی باشد چه جایز است که اقتدا بابوبکر بالذات واقتدا بعمر بالعرض باشد چه عمر مقتدی ومتبع ابوبکر بود کما تقرر عند القوم فی مطاعنهم پس در حقیقت اقتدا بابوبکر اولا وبالذات شد واقتدا بعمر ثانیا وبالعرض لان متبع المتبع متبع وهمین است معنی ترتیب عقلی الکون ودرین هنگام استحاله مامون هم باطل شد والزام انتقال مذهب هم لازم نیامد فافهم هذا ولا تکن من المستعجلین ؏ مزن بی تامل بگفتار دم ❊ نکو گوی گر دیر گوئی چه غم ❊ سخن آدمی بهتر است از دواب ❊ دواب از تو به گر نگوئی صواب **تتمه** در استعذار وطلب انصاف از اهل اعتبار هرگاه این وریقات شتات حسب اقتراح مخدوم موصوف الذکر بادله عقلیه ونقلیه والزامیه پیرایه اختتام پوشید حالیا بخدمات ناظرین این عجاله ومناظرین این مقاله عرض رسا است که بعد تعمیق نظر اجمالی وتفصیلی وتدقیق بصر اکمالی وتحصیلی اگر این بضاعت مزجاة قابل اخذ وتسلیم باشد قبول فرمایند والا از عهده قبولیت معزول داشته در حین حیات بی ثبات این خیرخواه جعل الله آخرته خیرا من اولاه بر نقصانش اطلاع نمایند تا این مخمول زاویه خمول آگاهی یافته اگر حق باشد مهر سکوت بر زبان قلم نهد واگر باطل باشد قلم زبان را بمضمار تنبیه جولان دهد چه غرض از تبییض این تسوید همین است که باستقرار منصفان نصفت شعار حق بحق دار رسد نه مقصود تعلی وحسد والسلام علی من اتبع الهدی ؏ ما نصیحت بجای خود کردیم ❊ روزگاری درین بسر بردیم ❊ گر نیاید بگوش رغبت کس ❊ بر رسولان بلاغ باشد وبس ❊ الحمد لله اولا وآخرا والصلوة علی نبیه محمد باطنا وظاهرا وآله وصحبه الذین کانوا کل منهم مطهرا وطاهرا

خاتمة الطبع بنده پرعصیان محمد علی بخش خان ارباب فضل وهنر کے خدمت بابرکت میں التماس کرتا ہی کہ سابق سنه ۱۲۸۹ ہجری میں رساله طعن السنان علی من جرح فی القرآن بحلیه تمام چهپا تها بسبب نایابی اوسکی نسخون کے دیدارون کو پهر شوق ہوا که دوباره ہوئی اس لئی اس ہیچمدان نی ایکی بار اصل نسخه پیدا کرکے بصحت تمام دوباره چهاپا اور اوسکے ساتهه دوسرا رساله موسومه بلمعة الثقلین فی اثبات حدیث الاقتدا بالشیخین که بکمال متانت وسلاست بیان ہی اور ہنوز اوسکی چهاپه کا منه نہ دیکها تها شامل کیا تا خواص کو فائده تام اور عوام کو نفع عام حاصل ہو ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم